باب نمبر 4

تاریخ پاکستان (حصہ اوّل)

ریاست کا استحکام اور آئین کی تیاری

(Consolidation of the State and search for a Constitution 1947-58)

سوال 1: پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کی کارروائی کا مختصر جائزہ لیجیے۔

جواب: پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کا اجلاس

11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں قائداعظمؒ کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔

قائداعظمؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل

قائداعظمؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ 14 اگست 1947ء کو آپؒ نے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اُٹھایا۔ چیف جسٹس سر عبدالرشید نے آپؒ سے حلف لیا۔ مولوی تمیز الدین اسمبلی کے پہلے سپیکر منتخب ہوئے۔ حصول آزادی کے بعد پاکستان کی اسمبلی 69 ارکان پر مشتمل تھی، بعد ازاں اُس کی تعداد 79 ہوگئی۔

دستوری ڈھانچا

جب قائداعظمؒ نے نوزائیدہ مملکت کا نظم ونسق سنبھالا تو اُس وقت کوئی دستوری ڈھانچا تیار نہ تھا۔ پاکستان کے پہلے آئین کی تیاری تک 1935ء کا ایکٹ ہی چند ترامیم کے ساتھ عبوری آئین کے طور پر نافذ کیا گیا۔

وفاقی نظام حکومت

ملک میں آئین کے تحت وفاقی نظام حکومت رائج کیا گیا اور نئی آئین ساز اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا یہ مرکزی پارلیمنٹ بھی تھی۔

پاکستان کی ابتدائی مشکلات

(Early Problems of Pakistan)

سوال 2: پاکستان کی ابتدائی مشکلات کا جائزہ لیجیے۔

جواب: 1۔ ریڈکلف کی غیر منصفانہ تقسیم

گورداسپور کے علاقے کو بھارت میں شامل کرنے سے ریاست جموں و کشمیر تک کا راستہ بھارت کو دے دیا گیا۔

3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال کی مسلم اور غیر مسلم اکثریت کی بنیاد پر تقسیم کا فیصلہ ہوا تھا۔ مسلم اکثریت والے علاقوں کو پاکستان میں شامل ہونا تھا اور غیر مسلم اکثریت والے علاقوں کو ہندوستان میں رہنا تھا۔ اس مقصد کے لیے صوبوں کی تقسیم کی ذمہ داری ایک انگریز وکیل ماہر قانون سر ریڈکلف کے سپرد کی گئی۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا تقسیم میں کردار

آخری وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن، جسے بعد میں ہندوستان کا پہلا گورنر جنرل بنایا گیا، ایک سازش کے تحت وہ پہلے ہی کانگرس سے ملا ہوا تھا۔ سر ریڈکلف نے اس کے دباؤ میں آ کر صوبوں کی غیر منصفانہ تقسیم کے متعلق ریڈکلف کے پرائیویٹ سیکرٹری کا اعتراف اب تاریخی دستاویز بن چکا ہے۔

مسلم اور غیر مسلم آبادی کی تقسیم

مسلم اور غیر مسلم آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی خاطر صوبوں کے نقشوں پر متفقہ طور پر جو لائن لگائی گئی تھی، اسے بے ایمانی سے تبدیل کر دیا گیا اور ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریت والی تین تحصیلیں گورداسپور، پٹھانکوٹ اور بٹالہ، نیز ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ اور بعض دوسرے مسلم اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل کر دیئے گئے۔

بنگال کی تقسیم

اسی طرح کی بددیانتی بنگال کے حد بندی ایوارڈ میں کلکتہ کا شہر اور بندرگاہ، ضلع مرشد آباد اور ندیہ کے علاقے متفقہ فیصلے کے بعد ہندوستان کے حوالے کر کے کی گئی۔

گورداسپور کی غیر منصفانہ تقسیم کا مقصد

پنجاب کی سرزمین کو سیراب کرنے والی نہروں کے ہیڈ ورکس بھی ہندوستان کو دے دیے گئے۔ گورداسپور کے علاقے ہندوستان کو دینے کا مقصد صرف یہ تھا کہ بھارت کو کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے لیے راستہ دے دیا جائے۔ اگر صوبہ پنجاب کی تقسیم صحیح ہوتی تو کشمیر کا مسئلہ کبھی پیدا ہی نہ ہوتا جس پر تین پاک بھارت جنگیں ہو چکی ہیں۔

قائدِاعظمؒ کی اصول پسندی

قائدِاعظمؒ نہایت بااصول آدمی تھے چونکہ وہ ریڈکلف کو ثالث تسلیم کر چکے تھے اس لیے وہ اس کا فیصلہ ماننے پر اصولاً مجبور تھے۔ قائدِاعظمؒ نے فرمایا:۔

"یہ ایوارڈ غیر منصفانہ، نا قابلِ فہم بلکہ غیر معقول ہے چونکہ میں اس پر عمل کرنے کا عہد کر چکا ہوں، اس لیے اس کی پابندی ہم پر لازم ہے"

-2 مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ

بھارت سے مسلمانوں کی ہجرت کا ایک منظر

قیامِ پاکستان کا اعلان ہوتے ہی ہندو اور سکھ فوجیوں اور شہریوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں نے اپنے نئے وطن پاکستان میں آنے کا فیصلہ کیا۔

روزانہ لاکھوں کی تعداد میں مہاجرین اپنے گھر بار اور کاروبار چھوڑ کر پاکستان پہنچنے لگے، لاکھوں ضعیف، عورتیں اور بچے تو راستے ہی میں شہید کر دیے گئے۔ تاہم جو لٹے پٹے مہاجرین پاکستان پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ان کی تعداد بھی ایک کروڑ پچیس لاکھ سے زیادہ تھی۔ دنیا میں اتنی بڑی ہجرت دیکھنے میں نہیں آئی۔

پاکستان کی طرف ہجرت

حکومتِ پاکستان نے مہاجرین کے لیے خوراک، رہائش، ادویات اور دیگر ضروریات زندگی فراہم کرنے کے لیے تیزی سے منصوبہ بندی کی۔ حکومت نے انھیں عارضی کیمپوں میں رکھا۔ کیمپوں میں جگہ نہ رہی تو مہاجرین کو جہاں جگہ ملی انھوں نے کھلے آسمان تلے ڈیرے ڈال دیے یا گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنالیں۔

مہاجرین کی آبادکاری ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ بہرحال جیسے بھی بن پڑا حکومت نے مخیّر شہریوں کی مدد سے مہاجرین کی بحالی کا فریضہ ادا کیا۔ قائدِاعظمؒ کی تقاریر مہاجرین کا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ پاکستانی شہریوں نے بھی انصارِ مدینہ کی طرح مہاجرین کی مہمان نوازی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ وزارتِ بحالی مہاجرین نے ہندوؤں کی متروکہ املاک مہاجرین میں تقسیم کردیں اور پاکستان کے درد دل رکھنے والے صاحبِ حیثیت شہریوں نے دل کھول کر قائدِ اعظمؒ ریلیف فنڈ میں زرتعاون جمع کرا کر حکومت کا ہاتھ بٹایا۔ یہ سمجھ کر کہ ـ

اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

3- انتظامی مشکلات

ابتدا میں پاکستان کو ملکی انتظام میں بے حد مشکلات پیش آئیں۔ دفتروں میں اعلیٰ عہدوں پر کام کرنے والے زیادہ تر ہندو تھے، جو جاتے ہوئے سارا دفتری سامان حتیٰ کہ ٹائپ رائٹر تک اپنے ساتھ لے گئے۔ ہر محکمے میں تجربہ کار افراد کی بے حد کمی تھی۔ دفتروں میں سٹیشنری اور ٹائپ رائٹروں کی شدید کمی تھی۔ اکثر دفاتر نے کھلے آسمان تلے دفتری امور کا آغاز کیا۔ کچھ جونیئر افراد کو ترقی دے کر انتظامی امور سرانجام دیے گئے۔ کئی جگہ ٹین کی چھتیں ڈال کر دفتر قائم کیے گئے۔ کام کا آغاز بے حد مشکل تھا لیکن قوم پُرعزم تھی، عوام میں جذبۂ تعمیر موجود تھا لہٰذا انھوں نے جلد ہی ان مشکلات پر قابو پالیا ـ

ہزار طوفان نے سر ابھارا، ہزار گرداب آئے لیکن
سدا کنارے پہ لا کے چھوڑا سفینۂ انقلاب ہم نے

4- اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ

بھارتی حکمرانوں نے قیامِ پاکستان کے بعد اثاثوں کی متناسب تقسیم میں بھی ناانصافی سے کام لیا۔ جب قیامِ پاکستان کا اعلان ہوا تو متحدہ ہندوستان کے مرکزی ریزروبینک میں چار بلین روپے جمع تھے۔ تناسب کے لحاظ سے ان میں سے 750 ملین روپے پاکستان کو ملنا چاہییں تھے۔ بھارت پاکستانی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے یہ اثاثے دینے میں مسلسل ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔

ریزروبینک آف انڈیا

www.downloadclassnotes.com

آخر پاکستان کے مسلسل مطالبے پر اور بین الاقوامی ساکھ قائم رکھنے کے لیے اس نے پاکستان کو 700 ملین روپے دے دیے۔ باقی 50 ملین کی ادائیگی کے لیے نومبر 1947ء میں دونوں ملکوں کے نمائندوں کا ایک اجلاس ہوا۔ اس میں ادائیگی کے لیے معاہدے کی توثیق بھی ہوگئی لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔

5- افواج اور فوجی اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ

افواجِ پاکستان

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ملک کی تقسیم کے فیصلے کے ساتھ ہی افواج اور فوجی ساز و سامان کی تقسیم بھی عمل میں آجاتی۔ بھارتی کمانڈر ان چیف فیلڈ مارشل آکن لک چاہتا تھا کہ افواج کو تقسیم نہ کیا جائے اور اسے ایک ہی کمانڈر کے تحت رکھا جائے لیکن مسلم لیگ اس پر رضا مند نہ ہوئی۔ آخر طے پایا کہ پاکستان کو فوجی اثاثوں کا ایک تہائی حصہ ملے گا۔

اسلحہ ساز فیکٹریاں

اس وقت متحدہ ہندوستان میں سولہ اسلحہ ساز فیکٹریاں کام کررہی تھیں اور ان میں سے ایک بھی پاکستانی علاقے میں نہ تھی اور بھارتی حکومت کسی اسلحے کا کوئی پرزہ تک پاکستان کو دینے پر آمادہ نہ تھی۔

فوجی اثاثوں کی تقسیم کا معاہدہ

آخر دونوں ملکوں کے نمائندوں کی کافی بحث وتکرار کے بعد یہ طے پایا کہ بھارت اور پاکستان میں تمام فوجی اثاثے 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کیے جائیں اور یہ بھی طے پایا کہ آرڈی ننس فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیے جائیں گے تاکہ وہ آرڈی ننس فیکٹری لگا سکے۔

فوجی اثاثوں کی تقسیم کا فارمولا

فوجی اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا بنایا گیا تھا اُسے بھارتی حکومت نے مسترد کر دیا۔ جس کی وجہ سے پاکستان اپنا فوجی ساز و سامان میں جائز حصہ لینے سے محروم رہ گیا۔ افواج کی فوری تقسیم نہ کرنے کا اثر یہ ہوا کہ بھارتی افواج اپنی نگرانی میں پاکستانی علاقوں میں رہنے والے ہندوؤں اور سکھوں کو ان کے مال و دولت اور ساز و سامان سمیت نکال کرلے گئے لیکن پاکستان کے پاس مہاجرین کو لانے کے لیے فوجی عملہ موجود نہیں تھا۔

6- دریائی پانی کا مسئلہ

یہ ایک بین الاقوامی مسلّمہ قانون ہے کہ دریا قدرتی وسائل میں سے ہیں اور کوئی دریا جس ملک سے گزرتا ہو، اس ملک کو اس سے فائدہ اٹھانے کا پورا حق ہے اور کسی ملک کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے ملک کے دریا کا رُخ

www.downloadclassnotes.com

بدل کر اُسے آبی وسیلہ سے محروم کر دے۔

دریائے راوی

پنجاب اور سندھ کے دریا

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور دریا اس کی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پنجاب اور سندھ کو دریائے سندھ اور اُس کے پانچ معاون دریا ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم سیراب کرتے ہیں۔ ملک کی تقسیم کے وقت پنجاب بھی دو حصوں میں تقسیم ہوا تو دریاؤں کی تقسیم بھی عمل میں آ گئی۔ دریائے راوی، ستلج اور بیاس بھارتی سرزمین سے گزر کر پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے پاکستان میں پانی کا بحران پیدا ہوا۔

ریڈ کلف حد بندی کمیشن کی ناانصافی

ریڈ کلف حد بندی کمیشن نے سرحد کا تعین کرتے وقت یہ بددیانتی کی کہ دریائے راوی کا مادھو پور ہیڈ ورکس اور دریائے ستلج کا فیروز پور ہیڈ ورکس مسلم اکثریتی علاقوں میں ہونے کے باوجود بھارت کے حوالے کر دیے حالانکہ ان ہیڈ ورکس سے نکلنے والی نہریں پاکستان کے وسیع علاقوں کی آبپاشی کا واحد ذریعہ ہیں۔

بھارت کا دریاؤں کے پانی کا روکنا

بھارت نے اپریل 1948ء میں جب کہ ہماری گندم کی فصل تیار کھڑی تھی۔ ہمارے دریاؤں کے پانی کا راستہ روک لیا۔ بھارت کا یہ اقدام نہ صرف یہ کہ بین الاقوامی اصولوں کے خلاف تھا اور پاکستانی معیشت کو تباہ کرنے کے مترادف تھا کیونکہ پنجاب اور سندھ میں فصلوں کی آبیاری کا ذریعہ دریا ہی ہیں۔

بھارت کا ڈیم بنانے کا فیصلہ

بھارت نے دریائے ستلج پر بھاکڑا ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا، تو پاکستان نے اس پر شدید احتجاج کیا اور عالمی برادری کو بھارت کی زیادتیوں اور بے انصافیوں سے آگاہ کیا۔

سندھ طاس معاہدہ

آخر عالمی بینک کی مدد سے 1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ''سندھ طاس کا معاہدہ'' طے پایا۔ جس

www.downloadclassnotes.com

کی رو سے تین مشرقی دریاؤں راوی، ستلج اور بیاس پر بھارت کا حق تسلیم کر لیا گیا اور دوسرے تین دریا سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کے حصے میں آئے۔ پاکستان نے عالمی برادری کی مدد سے دو بڑے ڈیم، منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم اور سات رابطہ نہریں بنائیں۔ اس طرح پاکستان کا نہری پانی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا۔

-7 ریاستوں کا تنازعہ

انگریزوں کے دورِ حکومت میں برصغیر میں 635 ریاستیں تھیں۔ جن کا خارجی کنٹرول برطانوی حکومت کو حاصل تھا۔ کابینہ مشن میں انھیں اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنے عوام کی پسند اور مذہبی رشتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے پاکستان یا بھارت کے ساتھ اپنے الحاق کا فیصلہ کریں۔ 20 فروری 1947ء کو انڈین ریاستوں پر برطانوی کنٹرول کے خاتمے کے بعد اکثر ریاستوں نے اپنے مستقبل کا فیصلہ کر بھی لیا۔ البتہ کچھ ریاستوں نے فوری طور پر کوئی اقدام نہ کیا تو بھارت نے وہاں اپنی فوجیں اتار کر ان پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ جس سے پاکستان کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔ جن ریاستوں پر بھارت نے قبضہ کیا وہ درجہ ذیل ہیں:

-1 ریاست حیدر آباد دکن -2 ریاست جونا گڑھ

-3 ریاست مناوادر -4 ریاست جموں و کشمیر وغیرہ

پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار

سوال3: پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار واضح کیجیے۔

جواب: قائداعظمؒ بڑے صاحب بصیرت اور بے لوث قومی رہنما تھے۔ انھوں نے اپنی سیاسی حکمت عملی کی بدولت قوم کو بہت سے بحرانوں سے نکالا لیکن پاکستان ابھی اپنے پاؤں پر کھڑا بھی نہیں ہو پایا تھا کہ 11 ستمبر 1948ء کو قائداعظمؒ اللہ کو پیارے ہو گئے اور یوں پاکستان کو ابتدا ہی سے بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مخلص رہنماؤں کی بدولت پاکستان ہر بحران سے سرخرو ہو کر نکلا اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ ترقی کی منازل تیزی سے طے کر رہا ہے۔ بقول صوفی تبسم

اک فردِ ناتواں آیا، تواں دے کر گیا
قوم کو بے تابیٔ عزمِ جواں دے کر گیا
جادۂ آزادیٔ گم گشتہ کا پا کر سراغ
رہبروں کو منزلِ نو کا نشاں دے کر گیا

قائداعظم محمد علی جناحؒ بطور گورنر جنرل پاکستان

گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار

(i) قیام پاکستان کے بعد مشکلات

آزادی کے بعد پاکستان کو اقتصادی، معاشی اور سماجی مشکلات درپیش ہوئیں۔ اُن کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کی شخصیت نے احسن طریقے سے سلجھایا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی ہندوؤں نے پاکستان کے لیے بے پناہ مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی جن میں اثاثہ جات کی غیر مساوی تقسیم، مہاجرین کی آباد کاری کا مسئلہ اور اُن کے ساتھ غیر مناسب سلوک کے علاوہ انتظامی ریکارڈ کا بروقت مہیا نہ کرنا شامل تھا۔

(ii) دارالخلافہ کا قیام

قائداعظمؒ نے بہت غوروفکر کے بعد اور حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فوری طور پر کراچی کو پاکستان کا دارالخلافہ بنایا۔ آج کل اسلام آباد پاکستان کا دارالخلافہ ہے۔

(iii) سرکاری افسروں کو تلقین

پاکستان کا سیکرٹریٹ قائم کیا 25 مارچ 1948ء کو سرکاری افسروں اور ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے تلقین کی کہ آپ کو قوم کے خادم کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دینے چاہئیں۔ آپ کا رویہ عوام سے ایسا ہونا چاہیے کہ اُن کو احساس ہو کہ آپ حکمران نہیں بلکہ قوم کے خادم ہیں۔ آپ کو تمام امور ایمانداری و دیانتداری سے انجام دینے چاہئیں۔ قائداعظمؒ کی ہدایت و نصیحت کا افسران نے گہرا اثر لیا اور انھوں نے دن رات محنت کر کے پاکستان کو مشکلات سے نکالا۔

(iv) انتظام نقل و حمل

جب کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا تو اُس وقت سرکاری ملازمین کی تعداد بہت کم تھی جس سے انتظامی

www.downloadclassnotes.com

امور میں مشکلات پیش آئیں۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ہندوستان سے سرکاری افسروں اور ملازمین کی پاکستان منتقلی کے لیے سپیشل گاڑیاں چلوائیں۔

(v) ہوائی کمپنی سے معاہدہ

قائداعظمؒ نے ہوائی کمپنی سے معاہدہ کیا جس سے بھارت سے سرکاری ملازمین کی نقل و حمل شروع ہوئی۔

(vi) انتظامی امور کمیٹی کا قیام

آزادی کے بعد مرکزی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے وسائل کی بہت کمی تھی۔ یہاں تک کہ روزمرہ کے عام سرکاری کام چلانے میں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ قائداعظمؒ نے ملک کے انتظامی ڈھانچے کی بہتری کے لیے چودھری محمد علی کی سرکردگی میں کمیٹی بنائی۔

(vii) سول سروس اکیڈمی کا قیام

کسی ملک کی ترقی کے لیے ایک مستحکم اور ایماندار انتظامیہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں قائداعظمؒ نے سول سروسز کا اجرا کیا اور سول سروسز اکیڈمی قائم کی۔ یہ کام آپ نے چوہدری محمد علی کے سپرد کیا۔

(ix) اکاؤنٹس اور فارن سروس کی تنظیم نو

آپ نے اکاؤنٹس اور فارن سروسز کا بھی اجرا کیا اور اس کی بہتری کے لیے اقدامات کیے اور اکرام اللہ کو وزارت خارجہ کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

(x) بحری و بری فوج کی تنظیم نو

حصول پاکستان کے بعد قائداعظمؒ نے بحیثیت گورنر جنرل پاکستان کے تینوں مسلح افواج کے کمانڈر انچیف مقرر کیے اور دفاع پاکستان کی اہمیت پر بڑا زور دیا۔ اس سلسلے میں بری و بحری افواج کو بہتر بنانے کے لیے ہیڈکوارٹر بنائے گئے۔

(xi) اسلحہ ساز فیکٹری کا قیام

قیام پاکستان کے وقت تمام اسلحہ ساز فیکٹریاں بھارت میں رہ گئی تھیں اس کے علاوہ فوجی اثاثوں پر بھی بھارت نے غاصبانہ طور پر قبضہ کرلیا۔ اس سے پاکستان کی دفاعی قوت کو شدید نقصان پہنچا۔ پاکستان کی پہلی اسلحہ ساز فیکٹری کا قیام آپؒ کے دور میں عمل میں آیا۔ قائداعظمؒ نے افواج پاکستان سے خطاب کرتے ہوئے دفاع پر بہت زور دیا اور فرمایا کہ آپ کو زمانے کے ساتھ چلنا ہوگا اور جدید ترین اسلحہ رکھنا ہوگا تاکہ کوئی طاقت آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

(xii) خارجہ پالیسی

پاکستان کے تمام مسائل کی طرف قائداعظمؒ نے خاص توجہ دی اس کے علاوہ خارجہ پالیسی کے ضمن میں قائداعظمؒ

کی خواہش تھی کہ ایک مضبوط خارجہ پالیسی بنائی جائے جو غیر جانبدار ہو اور مسلم ممالک اور دیگر بڑے ممالک کے ساتھ قریبی اور گہرے تعلقات استوار ہوں۔ آپؒ کی خارجہ پالیسی میں مسلمان ممالک کے مابین اتحاد کا جذبہ غالب رہا۔

(xiii) اقوام متحدہ کی رکنیت

قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظمؒ نے پاکستان کو اقوام متحدہ کا رکن بنانے کی طرف توجہ دی۔ 30 ستمبر 1947ء کو پاکستان اقوامِ متحدہ کا رکن بنا۔ اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرنا قائداعظمؒ کی مدبرانہ شخصیت و بصیرت کا مرہون منت تھا۔

(xiv) پہلی تعلیمی کانفرنس کا انعقاد

نومبر 1947ء میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کی پہلی کانفرنس منعقد کروائی۔ جس کا مقصد تعلیمی نظام کو بہتر کرنا تھا۔ آپ نے تعلیم کے مسئلے پر خاص توجہ دی آپ کی نظر میں حصول تعلیم کا مقصد اخلاقیات کی نشوونما تھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ پاکستان کا ہر شہری تعلیم حاصل کر کے ملک وقوم کی بے لوث خدمت کرے۔ تعلیم قوموں میں شعور پیدا کرتی ہے۔ آپ نے طالب علموں کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو حاصل کرنا لازمی قرار دیا۔

(xv) قوم کی ہر ممکن خدمت

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے آخر وقت تک قوم کی ہر ممکن خدمت کی۔ خرابیٔ صحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ اہم امور کی فائلوں کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔

(xvi) استحکام پاکستان کے لیے کام

قائداعظم محمد علی جناحؒ کو موذی مرض ٹی بی لاحق ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپؒ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ آپؒ نے مرض کو فرائض کے آڑے نہ آنے دیا آپؒ کا حوصلہ بہت بلند تھا۔ ان حالات میں بھی آپؒ نے پاکستان کے استحکام کے لیے کام کیا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قائد نے اپنے خون سے پاکستان کی آبیاری کی۔

پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار

Liaquat Ali Khan's Role as Pakistan's First Prime Minister

سوال 4: پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار واضح کیجیے۔

جواب: وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار

پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خاں ایک متوازن ذہن اور دھیمے مزاج کے پُرخلوص سیاستدان تھے۔ آپ

www.downloadclassnotes.com

ہندوستان کے مشرقی پنجاب کے علاقے کرنال میں 2اکتوبر 1896ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام نواب رستم علی خان اور والدہ کا نام محمودہ بیگم تھا۔

ابتدائی حالات

آپ نے قرآن وحدیث کی ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔آپ نے 1918ء میں ایم۔اے۔او کالج علی گڑھ سے گریجویشن کی اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔آپ نے 1922ء میں انگلینڈ بار میں شمولیت اختیار کی۔1918ء میں آپ نے جہانگیر بیگم سے پہلی شادی کی اور 1932ء میں بیگم رعنا سے دوسری شادی کی۔بیگم رعنا لیاقت علی آپ کی سیاسی زندگی کے لیے ایک

سیاسی زندگی

آپ نے 1923ء میں برطانیہ سے واپس آکر اپنے ملک کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کروانے کے لیے سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔آپ نے 1923ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔آپ 1936ء میں مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔آپ 1940ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے رُکن منتخب ہوئے۔آپ نے 15اگست،1947ء کو پاکستان کے پہلے وزیراعظم کا حلف اُٹھایا۔آپ نے قائداعظمؒ کی وفات کے بعد اپنی سیاسی بصیرت اور عزم واستقامت سے ملک کو سنبھالا۔

شہادت

آپ کو 16اکتوبر 1951ء کو راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ آپ قائدِ اعظمؒ کے دستِ راست اور سچے مخلص مسلمان رہنما تھے۔آپ نے قوم کی خاطر جان کا نذرانہ دے کر یہ ثابت کر دیا کہ

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

لیاقت علی خاں کی خدمات

(i) سرحدی علاقوں کا دورہ

پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں نے پنڈت نہرو کے ساتھ پنجاب میں مسلمانوں کا قتلِ

عام رکوانے کے لیے سرحدی علاقوں کا دورہ کیا اور ہندو تخریب کاروں کو مسلمانوں کا خون بہانے سے باز رہنے کی اپیل کی۔

(ii) مہاجرین کی آبادکاری

ہندوستان سے ہجرت کر کے پنجاب میں آنے والے کثیر تعداد میں مہاجرین کی آبادکاری بہت مشکل مسئلہ تھا۔ قائداعظمؒ کی ہدایت پر آپ نے پنجاب مہاجر کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے مہاجرین کی آبادکاری میں گہری دلچسپی لی اور مہاجرین کو رہائش، ادویات وغیرہ جیسی ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کے کام کی نگرانی کی۔

(iii) نظم و نسق کی تشکیل

ملک کے انتظامی ڈھانچے کی تشکیل، معاشی زندگی کی بحالی، بجٹ کی تیاری، داخلی انتشار پر قابو پانا، کشمیر کی جنگ اور بھارتی سازشوں کے خلاف دفاعی معاملات سمیت تمام درپیش مسائل سے متعلق فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آپ قائداعظمؒ، قوم اور حکومت کی مدد کرتے تھے۔

(iv) قائدِ ملت کا خطاب

قائداعظمؒ کی وفات کے بعد پاکستان ایک نازک دور میں داخل ہو گیا تھا اور قوم کے حوصلے پست ہو رہے تھے۔ بھارتی حکمران پاکستان کے خلاف مسلسل سازشیں کر رہے تھے تو آپ اس مشکل دور میں پاکستان کی سلامتی کے محافظ رہے۔ آپ قوم کے مخلص قائد اور ترجمان تھے۔ آپ کی اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں اور بصیرت کی بنا پر قوم نے آپ کو قائدِ ملت کے خطاب سے نوازا۔

(v) پاکستانی مصنوعات کا فروغ

لیاقت علی خاں کے عہدِ حکومت میں ملکی معاشی ترقی کے لیے کئی اقدامات کیے گئے۔ پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کمیٹی بنائی گئی۔ پاکستانی عوام کو اپنی مصنوعات کے فروغ کی ترغیب دی گئی۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری کی تعمیر و ترقی کے لیے جاپان سے مشینری درآمد کی گئی۔

ترقی قوم کی اس سے ہے ممکن
کہ انداز نظر لوگوں کا بدلے

(vi) امریکا میں پاکستان کو روشناس کرانا

لیاقت علی خاں پہلے پاکستانی وزیراعظم تھے جنھوں نے امریکا میں پاکستان کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے 1950ء میں امریکا کا دورہ کیا اور اپنی تقاریر میں امریکی قائدین اور عوام کو قیامِ پاکستان کے پس منظر سے آگاہ کیا۔ آپ نے امریکی قیادت کو پاکستان کی دفاعی ضروریات پوری کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔

(vii) لیاقت علی خاں کی خارجہ پالیسی

لیاقت علی خاں کی خارجہ پالیسی میں اسلامی ممالک کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ آپ نے اسلامی ممالک کے ساتھ برادرانہ اور خوشگوار تعلقات قائم کیے۔ شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا۔ لیاقت علی خاں نے تیل کو قومی تحویل میں لینے کے سلسلے میں ڈاکٹر مصدق وزیر اعظم ایران کے اقدام کی حمایت کی۔ دونوں ملکوں کے راہنماؤں نے مشترکہ پالیسی اختیار کرنے کے لیے مذاکرات کیے۔ آپ نے مصر کے خلاف مغربی ممالک کی جارحیت کی پُر زور مذمت کی اور انڈونیشیا کی آزادی کی تحریک کی بھرپور حمایت کی۔

(viii) ہندو مسلم فسادات پر کنٹرول

قیام پاکستان کے بعد بھارت میں ہندو مسلم فسادات معمول بن چکے تھے۔ بھارت میں ہندو قوم کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی تھی۔ لیاقت علی خاں نے ہندو مسلم فساد کو حکومتی سطح پر حل کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لیے آپ نے 1950ء میں بھارت کا دورہ کیا اور لیاقت نہرو معاہدے پر دستخط کیے۔

(ix) قوم کو حوصلہ

بھارتی فوجیں 1951ء کے وسط میں جب پاکستانی سرحد پر جمع ہوئیں تو ملک میں غیر یقینی صورت حال پیدا ہوگئی تھی۔ آپ نے قوم کا حوصلہ بلند کرنے اور دشمن کے خطرناک عزائم سے آگاہ کرنے کے لیے ملک گیر دورے کیے۔

قرارداد مقاصد 1949ء

سوال 5: قرارداد مقاصد کے اہم نکات کی وضاحت کیجیے۔

جواب: قراردادِ مقاصد

قراردادِ مقاصد سے مراد وہ قرارداد ہے جو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے 12 مارچ 1949ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے سامنے پیش کی اور وہ منظور کر لی گئی۔ اس قرارداد میں ان بنیادی اصولوں کی وضاحت کی گئی تھی؛ جن پر آئین پاکستان کی بنیاد رکھی جانا تھی۔ اس قرارداد کے ذریعے سے پاکستان کو ایک اسلامی اور جمہوری ملک قرار دیا گیا اور اس کے بعد بننے والے پاکستان کے تمام دستور اسی قرارداد کی بنیاد پر بنے۔ پہلے یہ قرارداد ہر آئین کا دیباچہ ہوا کرتی تھی۔ اب اسے آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ قرارداد مقاصد کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

www.downloadclassnotes.com

قراردادِ مقاصد کے اہم نکات

1- اللہ تعالیٰ کی حاکمیتِ اعلیٰ

اس پوری کائنات پر اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، مالک وہی ہے تاہم اس نے پاکستان کے مسلمانوں کو جو اختیار دے رکھا ہے وہ اسے ایک مقدس امانت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر ہی استعمال کریں گے۔

حاکم اعلیٰ ہمارا ہے خدا
اوّل و آخر سہارا ہے خدا

2- اسلامی قانون سازی (Islamic Legislation)

پاکستان کا آئین قرآن وسنت کی روشنی میں مرتب کیا جائے گا اور ملک میں اسلامی اصولوں سے متصادم کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

3- اسلامی اقدار (Islamic values)

پاکستان میں اسلامی اقدار، جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور معاشرتی انصاف کے اسلامی اصولوں کو نافذ کیا جائے گا اور اسلامی قوانین پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ ریاست اپنے اختیارات کا استعمال منتخب نمائندوں کے ذریعے سے کرے گی۔

4- اسلامی طرزِ زندگی (Islamic Way of Life)

مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی واجتماعی شعبوں میں اپنی زندگیاں قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق بسر کر سکیں۔

5- وفاقی طرزِ حکومت

پاکستان میں وفاقی طرزِ حکومت ہوگا۔ جس میں صوبوں کو آئینی حدود کے مطابق صوبائی خودمختاری حاصل ہوگی۔

6- بنیادی حقوق

عوام کو بلاامتیاز تمام بنیادی حقوق مثلاً معاشرتی، معاشی، سیاسی اور مذہبی حقوق حاصل ہوں گے۔ انھیں فکر واظہار، آزادی، اجتماع اور تنظیم سازی کی بھی آزادی ہوگی۔ تاکہ وہ اپنی شخصیت کی بہتر نشوونما کر سکے۔

7- پسماندہ علاقوں کی ترقی (Development of Backward Areas)

پسماندہ علاقوں کے لوگوں کو سیاسی، معاشرتی اور معاشی شعبوں میں شرکت کرنے اور ترقی کے یکساں مواقع میسر

www.downloadclassnotes.com

آ ئیں گے اور اُن کے حقوق و قانونی تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

8۔ اقلیتوں کا تحفظ

غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے عقائد اور مذہب پر عمل کرنے اور اپنی ثقافت اور روایات کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔ نیز اقلیتوں کو اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے لیے عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی آزادی ہوگی۔

9۔ عدلیہ کی آزادی

عدلیہ پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ہوگا اور وہ اپنے فیصلے کرنے میں آزاد اور خود مختار ہوگی۔

قرارداد کی اہمیت

قرارداد مقاصد پاکستان کی آئین سازی کی تاریخ میں بہت اہمیت کی حامل ہے اس قرارداد میں قرآن و سنت کی روشنی میں ایک اسلامی معاشرے کے قیام کو نصب العین قرار دیا گیا ہے۔ قرارداد مقاصد کو پاکستان کے تینوں دساتیر 1956، 1962، 1973 میں دیباچے کے طور پر شامل کیا گیا بلکہ اب تو یہ قرارداد ہمارے آئین کا حصہ بن چکی ہے چنانچہ اس کے متعین کیے ہوئے اسلامی اور جمہوری اصولوں کو تمام آنے والے دساتیر میں مشعل راہ بنایا گیا۔

[illegible] پاکستان سے الحاق

(Accession of States and Tribal Areas)

سوال6: پاکستان کی ابتدائی مشکلات میں سے ریاستوں کے تنازعوں پر ایک نوٹ لکھیے۔

جواب: ریاستوں کے الحاق کے تنازعات

پاکستان اور بھارت کے علاقوں میں بہت سی دیسی ریاستیں موجود تھیں۔ جن میں زیادہ تر ریاستوں نے پاکستان یا ہندوستان سے الحاق کر لیا۔ البتہ ریاست جموں کشمیر، ریاست حیدر آباد دکن، ریاست جونا گڑھ اور ریاست مناوادر وغیرہ کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا تھا۔ ان ریاستوں میں عوام کی اکثریت غیر مسلم تھی۔

ریاستوں کا پاکستان سے الحاق کا فیصلہ

ریاست جونا گڑھ اور مناوادر نے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا۔ ریاست حیدر آباد دکن کے نظام نے اپنی ریاست کو آزاد حیثیت دینے کا عزم کیا۔ لیکن بھارت نے زبردستی ان ریاستوں میں اپنی فوجیں داخل کر کے ان پر اپنا غاصبانہ قبضہ جما لیا۔

www.downloadclassnotes.com

ریاست جموں و کشمیر

ریاست جموں و کشمیر میں مسلمان بھاری اکثریت میں تھے۔ وہ پاکستان سے الحاق چاہتے تھے لیکن بھارت نے ہندو راجا کی ملی بھگت سے وادیٔ کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ کشمیری عوام نے بھارت کے ظالمانہ قبضے کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ بھارت نے کشمیری مجاہدین کی پیش قدمی روکنے کے لیے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل سے رجوع کیا اور اقوامِ متحدہ نے بھارت کے ریاست جموں و کشمیر میں رائے شماری کے وعدے پر جنگ بندی کرا دی۔ بقول اقبالؒ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

ریاست جموں و کشمیر میں رائے شماری

بھارتی وزیراعظم جواہر لعل نہرو نے کشمیر میں قیامِ امن کے بعد رائے شماری کرانے کا وعدہ کیا لیکن جب بھارت نے کشمیریوں پر پوری طرح کنٹرول کر لیا تو اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا اور آج تک رائے شماری کا اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ دونوں ممالک کے درمیان مسئلہ کشمیر پر تین جنگیں 1948ء، 1965ء اور 1971ء میں ہو چکی ہیں ریاست جموں و کشمیر کا تنازعہ تا حال انصاف کے مطابق حل نہیں ہو سکا اور کشمیری عوام کے حق خود ارادیت کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

قائداعظمؒ کی اصول پسندی

قائداعظمؒ ایک عظیم اصول پسند راہنما تھے۔ آپؒ نے پاکستان میں صرف اُن ہی ریاستوں کو شامل کیا جنھوں نے اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تھا۔ ان میں بہاول پور، خیر پور، خاران اور مکران کی ریاستیں شامل تھیں۔

قبائلی علاقوں کی آزادی اور خود مختاری

برطانوی دورِ حکومت میں قبائلی علاقے آزاد اور خود مختار تھے۔ قائداعظمؒ نے قبائلی علاقوں کی آزادی اور خود مختاری کی مکمل پاسداری کرنے کا اعلان کیا۔ جب قبائلی عمائدین نے اپنی مرضی اور خوشی سے اپنی خود مختاری اور آزادی کو قائم رکھتے ہوئے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تو قائداعظمؒ نے بہادر اور غیور قبائلی عوام کو پاکستان کی شمال مغربی سرحدوں کے محافظ قرار دیا۔ بقول علامہ اقبالؒ

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ

مالاکنڈ ڈویژن کی تشکیل

قیامِ پاکستان سے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں دیر، سوات اور چترال کی ریاستوں کا الگ وجود قائم رہا۔ ان

ریاستوں کے عوام کو وہ سہولیات حاصل نہ تھیں۔ جو پاکستان کے دیگر علاقوں کے عوام کو حاصل تھیں۔ جنرل یحییٰ خاں نے 1969ء میں ان ریاستوں کی الگ حیثیت کو ختم کر دیا۔ ان تینوں ریاستوں کو ملا کر مالاکنڈ ڈویژن کی تشکیل کی گئی اور اس کو صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کا ایک انتظامی حصہ بنا دیا گیا۔

1956ء کے آئین کے اہم خدوخال

(Salient Features of Constitution of 1956)

سوال 7: 1956ء کے آئین کے نمایاں خدوخال بیان کیجیے۔

جواب: **پاکستان میں آئین سازی کا ارتقا**

پاکستان کے جغرافیائی عوامل آئین سازی میں تاخیر کا باعث بنے کیونکہ ملک دو غیر مساوی حصوں میں تقسیم تھا۔ مشرقی پاکستان ایک وحدت پر مبنی تھا اور اس کی آبادی بھی زیادہ تھی۔ مغربی پاکستان چار صوبوں اور بارہ ریاستوں پر مشتمل تھا۔ حکومت نے تمام صوبوں اور ریاستوں کو ملا کر ایک نیا صوبہ تشکیل دے دیا۔

نئے صوبے کی تشکیل

14 اکتوبر 1955ء کو ایک نیا صوبہ مغربی پاکستان وجود میں آیا جو بارہ ڈویژن پر محیط تھا۔ اس طرح پاکستان کا وفاق مغربی اور مشرقی پاکستان پر مشتمل ہو گیا۔ اس طرح دونوں صوبوں کی نمائندگی کے مسئلے میں حائل رکاوٹیں ختم ہو گئیں۔

مغربی پاکستان کے پہلے گورنر

نواب مشتاق احمد گورمانی مغربی پاکستان کے پہلے گورنر مقرر ہوئے۔

مغربی پاکستان کے پہلے وزیر اعلیٰ

ڈاکٹر خان صاحب مغربی پاکستان کے پہلے وزیر اعلیٰ بنے۔

وحدت پاکستان

پاکستان کی یہ وحدت 1970ء تک قائم رہی۔ مغربی پاکستان کی وحدت کے بعد آئین سازی کا کام بہت حد تک آسان ہو گیا تھا۔

پہلی آئین ساز اسمبلی میں دستور سازی

پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی اپنا کافی کام مکمل کر چکی تھی۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ وزیر اعظم چودھری محمد علی نے دوسری آئین ساز اسمبلی کی نگرانی میں بڑی کوشش اور محنت سے ایک ایسا فارمولا تشکیل دیا جس پر تمام

www.downloadclassnotes.com

سیاسی گروپوں کے راہنماؤں اور صوبوں نے رضامندی ظاہر کی۔

ملک میں پہلے آئین کا نفاذ

پاکستان کے پہلے نئے آئین کا مسودہ 9 جنوری 1956ء کو دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ 29 فروری 1956ء کو اس آئین کو منظور کر لیا گیا اور گورنر جنرل کی منظوری کے بعد اسے 23 مارچ 1956ء کو ملک میں نافذ کر دیا گیا اور یہ "1956ء کا آئینِ پاکستان" کہلایا، جو قیام پاکستان کے کوئی نو سال بعد اسے پہلی دفعہ نصیب ہوا۔ اس آئین کے نمایاں خدوخال درج ذیل ہیں۔

1- تحریری آئین (Written Constitution)

1956ء کا آئین تحریری آئین تھا۔ یہ 234 دفعات، 13 ابواب اور 6 گوشواروں پر مشتمل تھا۔ یہ آئین طویل تھا۔ جس میں مرکزی اور صوبائی نظام کی وضاحت کی گئی تھی۔ مقننہ، انتظامیہ، عدلیہ اور بنیادی حقوق کی وضاحت کر دی گئی تھی۔ دستور میں ترمیم کرنے کی بھی وضاحت کی گئی تھی۔ آئین کے دیباچہ میں قراردادِ مقاصد کو شامل کیا گیا۔

2- لچک دار آئین (Flexible Constitution)

یہ آئین لچک دار خصوصیت کا حامل تھا۔ پارلیمنٹ کے حاضر ارکان کی دو تہائی اکثریت جب چاہے آئین میں ترمیم کر سکتی تھی۔ جس کی توثیق صدر مملکت کرتا تھا۔

3- وفاقی آئین (Federal Constitution)

اس آئین کے تحت پاکستان کو ایک وفاقی ریاست قرار دیا گیا تھا۔ جس کے دو صوبے تھے۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان، ہر صوبے کی اپنی اپنی ایک حکومت تھی آئین میں بہت حد تک صوبوں کو صوبائی خود مختاری دی گئی تھی لیکن اہم شعبے مرکز کے پاس تھے تاکہ مرکز کو مضبوط رکھا جائے۔ اختیارات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ (i) مرکزی حکومت کے اختیارات (ii) صوبائی حکومتوں کے اختیارات (iii) مشترکہ اختیارات، جس پر مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو قانون سازی کا اختیار دیا گیا تھا۔ وفاق میں سربراہ صدر تھا جبکہ صوبوں کے سربراہ گورنر تھے۔

4- پارلیمانی نظام (Parlimentary System)

یہ آئین پارلیمانی نظام کا حامل تھا۔ ملک میں پارلیمانی طرزِ حکومت قائم ہوا۔ صدر سربراہ حکومت اور وزیراعظم وسیع اختیارات کا مالک تھا۔ کابینہ قومی اسمبلی کے سامنے جواب دہ تھی۔ قومی اسمبلی کی اکثریت وزیراعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لا سکتی تھی۔ صدر اور گورنر اپنے اختیارات پارلیمنٹ اور کابینہ کے ذریعے استعمال کرتے تھے۔ صدر کے اختیارات محدود تھے۔ صدر کا انتخاب قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں مل کر پانچ سال کے لیے کرتی تھیں۔ صدر کا مواخذہ قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت سے ہو سکتا تھا۔

5- یک ایوانی مقننہ (Unicameral Legislature)

اس آئین کے تحت ایک ایوانی مقننہ تھی۔ اسے قومی اسمبلی کہا جاتا تھا۔ اس میں ارکان کی تعداد 300 تھی۔ جس میں سے 150 مشرقی پاکستان اور 150 مغربی پاکستان کے لیے مختص تھیں۔ عورتوں کے لیے 10 نشستیں مخصوص تھیں۔ جن میں پانچ مغربی پاکستان اور پانچ مشرقی پاکستان کے لیے مخصوص تھیں۔ ایوان کی معیاد پانچ سال تھی۔ ایوان اس مدت سے قبل بھی توڑا جاسکتا تھا۔

6- عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

آئین میں عدلیہ کی آزادی کی ضمانت دی گئی تھی۔ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت سپریم کورٹ ہوگی اور ہر صوبے میں صوبائی کورٹ بنائیں گئی تھیں۔ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے آزاد اور خودمختار تھی۔ سپریم کورٹ بین الحکومتی معاملات حل کرتی تھی۔ آئین کی تشریح کر سکتی تھی اور ہائی کورٹ کے خلاف اپیلیں سن سکتی تھی۔ صدر مملکت چیف جسٹس اور ججوں کی تقرری کریں گے۔ ججوں کو ملازمت کا تحفظ حاصل ہوگا۔ قومی اسمبلی کی دوتہائی اکثریت سے ججوں کا مواخذہ ہوسکتا تھا۔ جس کی توسیع صدر پاکستان کر سکتا تھا۔

7- واحد شہریت (Single Citizenship)

پاکستان میں واحد شہریت کا نظام رائج ہے۔ پاکستانی شہریوں کو صرف واحد شہریت حاصل ہوگی۔ ملک کے تمام شہری پاکستانی کہلائیں گے۔ مثلاً امریکا میں شہریوں کو دوہری شہریت کے حقوق حاصل ہیں۔ (i) مرکزی حکومت کی شہریت (ii) ریاستوں کی حکومت کی شہریت۔ جبکہ پاکستان میں واحد شہریت کا نظام رائج ہے۔

8- بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

اس آئین کے تحت عوام کو وہ تمام بنیادی حقوق حاصل ہوں گے جس کی ضمانت اقوام متحدہ کے چارٹر میں دی گئی تھی۔ تمام شہری قانونی طور پر برابر ہوں گے۔ اُن کو بنیادی حقوق جیسے معاشی، سیاسی اور معاشرتی حقوق حاصل ہوں گے اور عدلیہ کو ان حقوق کے تحفظ کا مکمل اختیار تھا۔ کسی شہری کو بلا جواز گرفتار نہیں کیا جاسکے گا۔ گرفتاری کی صورت میں صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ ان حقوق کی خلاف ورزی پر شہری عدالت سے رجوع کر سکیں گے۔

9- سرکاری زبانیں (Offical Languages)

1956ء کے آئین میں دو زبانوں کو سرکاری زبان قرار دیا گیا۔ جن میں ایک اُردو اور دوسری بنگالی تھی لیکن آئندہ پچیس سال تک دفتری زبان انگریزی ہی رائج رہے گی۔

10- اسلامی دفعات (Islamic Provisions)

مملکت خداداد پاکستان کے پہلے آئین مجریہ 1956ء میں موجود اسلامی دفعات درج ذیل ہیں:

www.downloadclassnotes.com

ملک کا سرکاری نام

اس آئین میں ملک کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" رکھا گیا۔

صدر کا مسلمان ہونا

آئین 1956ء کے مطابق صدر پاکستان کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت

1949ء کی منظور کردہ قرارداد مقاصد کو 1956ء کے آئین میں ابتدائیہ کے طور پر شامل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کیا گیا اور اختیارات کو قرآن و سنت کی حدود میں رہ کر استعمال کرنے کا عزم دہرایا گیا۔ مسلمانان پاکستان کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کے قابل بنایا جائے گا۔

اسلامی قوانین

ملک میں خلافِ قرآن کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے گا اور موجودہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

سود کا خاتمہ

جس قدر جلد ہو سکے، ملک سے سود کو ختم کر دیا جائے گا۔

فلاحی ریاست

پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنایا جائے گا۔ جس میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور بُرے کاموں مثلاً زناکاری، شراب نوشی، جوا، فحاشی اور بے حیائی کا انسداد کیا جائے گا۔

-11 آئینی ادارے (Constitutional Institutions)

1956ء کے آئین کے تحت ملک میں کئی آئینی ادارے قائم کیے گئے جن میں ادارہ تحقیقات اسلامی، پبلک سروس کمیشن، چیف الیکشن کمشنر اور آڈیٹر جنرل کے ادارے قابلِ ذکر ہیں۔ یہ تمام ادارے اپنے دائرہ اختیارات میں عمل کرنے کے مجاز تھے۔

آئین کی منسوخی

1956ء کا آئین 9 سال کی ان تھک کوششوں اور محنت کے بعد منظور ہوا تھا لیکن سیاست دانوں کی باہمی کشمکش، جمہوری اداروں کی بے حسی، فوج اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت اور مخلص قیادت کے فقدان کی وجہ سے زیادہ دیر نہ چل سکا اور صرف 2 سال 7 ماہ تک نافذ رہا۔ آخر 8 اکتوبر 1958ء کو پاک آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں نے جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کر لی۔ تمام اختیارات خود سنبھال لیے۔ ملک

www.downloadclassnotes.com

میں مارشل لا لگا دیا اور 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ تمام وفاقی و صوبائی اسمبلیاں ختم کر دیں اور خود چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر اور صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔

ایوب خاں کا دور 1969 - 1958ء

سوال 8: 1958ء کے مارشل لا کے اہم اسباب کیا تھے؟ تفصیل سے تحریر کریں۔

جواب: ایوب خاں کا دور 1969 - 1958ء

صدر پاکستان سکندر مرزا نے 7 اکتوبر 1958ء کو ایک اعلان کے ذریعے 1956ء کا دستور منسوخ کر دیا۔ کابینہ توڑ دی گئی اور ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ کمانڈر انچیف محمد ایوب خان کو مارشل لا ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا گیا۔ ایوب خان نے سکندر مرزا سے استعفیٰ لے لیا اور انھیں بیرون ملک بھیج دیا اور خود فیلڈ مارشل بن گئے۔ اس مارشل لا کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

1958ء کے مارشل لا کے اسباب

1- اقتدار کی کشمکش (Political Conflict)

قیام پاکستان کے بعد 1958ء تک ملک میں سیاسی انتشار اور غیر جمہوری ہتھکنڈے انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ مسلم لیگ میں دھڑوں میں بٹ چکی تھیں۔ اس سیاسی انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گورنر جنرل غلام محمد نے دوبارہ اسمبلی توڑی۔ چنانچہ اس سیاسی کشمکش نے ملک میں پہلے مارشل لا کی راہ ہموار کر دی۔

2- معاشی بدحالی (Poor Economic Condition)

پاکستان سیاسی عدم استحکام اور معاشی بدحالی کا شکار ہو گیا۔ ملک کا اقتدار جاگیردار طبقے کے ہاتھ میں تھا۔ جو ملک کو اپنی ہوس اور خود غرضی سے لوٹ رہا تھا۔ ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود پاکستان میں خوراک کی قلت اور گرانی پیدا ہو گئی۔ ملک میں معاشی بدحالی اس انتہا تک پہنچ گئی کہ اُس کے بعض علاقوں میں قحط کے آثار پیدا ہو گئے۔

3- سیاسی قیادت کا فقدان (Lack of Political Leadership)

پاکستان قائداعظمؒ، لیاقت علی خاں اور حسین شہید سہروردی کے بعد اہل سیاسی قیادت سے محروم ہو گیا۔ لیاقت علی

www.downloadclassnotes.com

خاں کی شہادت کے بعد صرف سات سال کے عرصے میں چھ حکومتیں تبدیل ہو چکی تھیں اور ملک کی باگ ڈور ایسے سیاسی قائدین کے ہاتھوں میں پہنچ گئی جو عوام میں قومی وحدت برقرار نہ رکھ سکے اور عوامی مسائل بھی نہ حل کر سکے۔

4- سمگلنگ اور اقربا پروری (Smuggling and Nepotism)

پورے ملک کا نظام درہم برہم ہو گیا تھا۔ چور بازاری، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، رشوت ستانی اور ناجائز منافع خوری زوروں پر تھی اور مارشل لا کی ایک وجہ اقربا پروری اور ناجائز مراعات کا حصول بھی تھا۔ عوام مفلسی اور تنگ دستی کے عذاب میں مبتلا تھی۔ متوسط طبقہ کسمپرسی کی زندگی گزار رہا تھا۔

5- بیوروکریسی کا کردار (Role of Bureaucracy)

ملک میں بیوروکریسی کا رویہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ تھا۔ جس نے ملک میں جمہوریت کو ناکام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ بیوروکریسی با اثر تھی اس وجہ سے اُن کے دلوں میں اقتدار کی ہوس پیدا ہو گئی جو مارشل لا کے نفاذ کا سبب بنی۔

6- ایوب خاں کی سیاست (Ayub Khan's Politics)

گورنر جنرل غلام محمد اور مرکزی حکومت کے بعض رہنماؤں کے مابین شدید اختلافات پیدا ہو گئے۔ گورنر جنرل نے 24 اکتوبر 1954ء کو سیاستدانوں کی باہمی رسہ کشی اور سیاسی عدم استحکام کے نتیجے میں اسمبلی توڑ دی۔ ایک کابینہ مرتب کی گئی۔ گورنر جنرل غلام محمد نے جنرل ایوب خاں کو وزیرِ دفاع کی حیثیت سے نئی کابینہ میں شامل کیا جس کی وجہ سے ملک میں غیر یقینی حالات پیدا ہو گئے جو مارشل لا کا باعث بنے۔

7- صوبائی تعصبات (Provincial Prejudices)

سکندر مرزا طویل مدت تک اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے ملک میں علاقائی تعصب انتہا کو پہنچ چکا تھا جو ملک میں مارشل لا کے نفاذ کا سبب بنا۔ سیاستدانوں نے صوبائی تعصبات کو فروغ دیا اور اقتدار تک پہنچنے کے لیے ملکی سلامتی کی پرواہ کیے بغیر عوام کے جذبات کو خوب بھڑکایا۔ ایک ہی ملک کے عوام ایک دوسرے کے خلاف ہونے لگے جبکہ برسرِ اقتدار طبقے نے تعصب کے خطرناک رُجحان کو روکنے کی کوئی کوشش نہ کی۔

شجر ہے فرقہ آرائی، تعصّب ہے، ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنّت سے نکلواتا ہے آدمؑ کو

8- سیاسی عدم استحکام (Political Instability)

پاکستان کے دو گورنر جنرلوں نے 1953ء سے 1958ء تک چھ وزارتوں کی تشکیل کی۔ ملک میں اس سیاسی عدمِ استحکام اور پارلیمانی نظام کی ناکامی کے نتیجے میں سیاسی بحران پیدا ہو گیا۔ عوام سیاستدانوں سے بیزار ہو گئے اور ان کا جمہوریت پر سے اعتماد اُٹھ گیا جو مارشل لا کا باعث بنا۔

www.downloadclassnotes.com

9. انتخابات کا التوا (Delay in Elections)

قیامِ پاکستان کے پہلے گیارہ سالوں میں ملک میں کبھی عام انتخابات نہ کرائے گئے۔ صرف صوبوں میں باری باری انتخاب کرایا گیا۔ 1956ء کا آئین پاس ہونے کے بعد اُمید کی جارہی تھی کہ ملک میں ایک سال کے اندر عام انتخابات کا انعقاد ہو جائے گا لیکن ایسا نہ ہو سکا یہ بھی مارشل لا کے نفاذ کی ایک وجہ تھی۔

بنیادی جمہوریتوں کا نظام 1959ء

سوال 9۔ بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے مختلف مراحل کا جائزہ لیجیے۔

جواب: بنیادی جمہوریتوں کا نظام

صدر محمد ایوب خاں کی مارشل لا کی حکومت نے یکم نومبر 1959ء سے لوکل سیلف گورنمنٹ کا ایک نیا نظام رائج کیا، جو بنیادی جمہوریتوں کا نظام کہلایا۔ یہ ایک قسم کی محدود اور کنٹرول شدہ جمہوریت تھی۔ یہ نئی طرز کے وہ ادارے تھے جو کسی خاص جگہ، گاؤں، قصبہ یا شہر کی ابتدائی ضرورتوں اور رفاہی کاموں کے پیش نظر قائم کیے گئے۔ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان کی کل تعداد 80 ہزار تھی۔ 1962ء کے آئین کے تحت ان ارکان کو صدر، صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے انتخابی ادارے کی حیثیت حاصل تھی۔ ان اداروں کا سلسلہ گاؤں، قصبوں اور شہروں سے لے کر صوبائی حکومت تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ نیا نظام بنیادی طور پر درج ذیل پانچ مراحل پر مشتمل تھا۔

1- یونین کونسل اور یونین کمیٹی
2- تحصیل کونسل اور تھانہ کونسل
3- ڈسٹرکٹ کونسل
4- ڈویژنل کونسل
5- صوبائی مشاورتی کونسل

1- یونین کونسل اور یونین کمیٹی

ابتدائی ادارہ: یونین کونسل پاکستان میں بنیادی جمہوریتوں کا ابتدائی ادارہ تھا۔ اس ادارے کو دیہی علاقوں میں یونین کونسل اور شہری علاقوں میں یونین کمیٹی کہا جاتا تھا۔

نمائندے کا انتخاب: بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں ایک ہزار سے پندرہ سو ووٹر براہ راست اپنا ایک نمائندہ منتخب کرتے تھے۔ جسے بی ڈی ممبر کہا جاتا تھا۔ یونین کونسل کے ممبران اتفاق رائے سے اپنا ایک صدر چن لیتے تھے، جسے چیئرمین کہتے تھے۔

فرائض: بی ڈی ممبر کے فرائض میں شہروں اور دیہاتوں کی صحت و صفائی، روشنی کا انتظام، مسافر خانوں کا انتظام اور پیدائش و اموات کا ریکارڈ مرتب کرنا شامل تھا۔

www.downloadclassnotes.com

اس نظام کے تحت شہروں اور قصبوں میں یونین کمیٹیاں یا ٹاؤن کمیٹیاں بھی ہوتی تھیں، یونین کونسل اور یونین میٹی کے علاوہ مقامی سطح پر بھی ادارے بنائے گئے جو مندرجہ ذیل ہیں:

قصبہ کمیٹی: دس ہزار سے بیس ہزار آبادی والے قصبات میں قصبہ کمیٹی ہوتی تھی۔

ٹاؤن کمیٹی: دس ہزار سے تیس ہزار آبادی والے ٹاؤنز میں ٹاؤن کمیٹی ہوتی تھی۔

میونسپل کمیٹی: تیس ہزار سے پانچ لاکھ آبادی والے شہروں میں میونسپل کمیٹی ہوتی تھی۔

میونسپل کارپوریشن: پانچ لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہروں میں میونسپل کارپوریشن ہوتی تھی۔

کنٹونمنٹ بورڈ: چھاؤنیوں کے علاقے میں ترقیاتی کاموں کے لیے کنٹونمنٹ بورڈ قائم کیے گئے۔

-2 تحصیل کونسل اور تھانہ کونسل

بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں تحصیل کونسل مغربی پاکستان میں اور تھانہ کونسل مشرقی پاکستان میں دوسرا مرحلہ تھا۔ اس کے چیئرمین کو ڈویژنل آفیسر کہتے تھے۔ اس کونسل میں بھی چند نامزد نمائندے ہوتے تھے۔ اُن میں سرکاری اہل کار، نامزد ارکان اور منتخب عوامی نمائندے شامل ہوتے تھے۔ اس ادارے کے فرائض میں اپنے علاقوں میں تعلیمی اور معاشی منصوبوں کی تیاری شامل تھے۔

-3 ڈسٹرکٹ کونسل

ڈسٹرکٹ کونسل ضلعی سطح پر قائم کیا گیا ادارہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر اس کونسل کا سربراہ تھا۔ اس میں آدھی تعداد ضلع کونسل کے منتخب اراکین کی ہوتی تھی اور آدھی تعداد سرکاری اور غیر سرکاری نامزد اراکین کی ہوتی تھی۔ ان اراکین کے فرائض میں سکولوں کا قیام، سڑکوں کی تعمیر، صحت وصفائی کا انتظام، ہسپتالوں کا قیام، آب رسانی کا انتظام، امراض کی روک تھام کے اقدامات کرنا اور امداد باہمی کو فروغ دینا وغیرہ کے ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کرانا تھا۔

-4 ڈویژنل کونسل

ڈویژنل کونسل ڈویژن کی سطح پر قائم کیا گیا ادارہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر اس کا سربراہ تھا۔ ڈویژنل کونسل میں سرکاری اور نامزد ارکان شامل تھے۔ اس میں ضلع کی تمام یونین کونسلیں، یونین کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی نمائندگی تھی۔ اس کے فرائض میں مختلف محکموں کی جانچ پڑتال اور اصلاحی سرگرمیوں کے لیے سفارشات تیار کرنا اور عملدرآمد کرانا شامل تھا۔

-5 صوبائی مشاورتی کونسل

صوبائی کونسل صوبائی حکومت کے محکموں کے اعلیٰ افسران اور یونین کونسلوں کے ممبران پر مشتمل ہوا کرتی تھی۔ یہ کونسل براہ راست گورنر کے ماتحت کام کرتی تھی۔ اس کے فرائض میں صوبے کے بنیادی جمہوریتوں کے ادارے کی کارکردگی اور سرگرمیوں پر نظر رکھنا تھا۔ اس کے دائرہ کار میں صوبے کی ترقیاتی پروگرام بھی ہوتے تھے۔ صوبے کا

www.downloadclassnotes.com

گورنر اپنی کارکردگی کی رپورٹ براہِ راست صدر کو پیش کرتا تھا۔

مسلم فیملی لاز آرڈی نینس (عائلی قوانین) 1961ء

Muslim Family Laws Ordinance 1961

سوال 10: مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء کی شرائط بیان کریں۔

جواب: **فیملی لاز کا نفاذ**

ایوب حکومت نے عائلی معاملات کو بہتر بنانے کے لیے بھی قانون سازی کی۔ ایوب نے 2 مارچ 1961ء کو عائلی قوانین کا نفاذ کیا۔ اس میں طلاق اور ایک سے زیادہ شادی کے لیے بنیادی جمہوری اداروں سے رجوع کرنے کے لیے کہا گیا۔ نکاح رجسٹرڈ کرنے کو کہا گیا۔ شادی کے وقت لڑکے اور لڑکی کی عمر کا تعین کیا گیا۔ مطلقہ عورتوں اور ان کے بچوں کے متعلق بھی حکم جاری ہوئے۔ عائلی قوانین کی بہت مخالفت ہوئی لیکن اس کے بہت سے فوائد بھی سامنے آئے۔

صدر ایوب خان نے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء نافذ کیا جس کے مطابق:

(i) نکاح کو یونین کونسل میں رجسٹرڈ کرانا لازمی قرار دیا گیا۔

(ii) پہلی بیوی اور یونین کونسل کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کی ممانعت کر دی گئی۔

(iii) شادی کے لیے لڑکے کی عمر کم از کم اٹھارہ سال اور لڑکی کی عمر سولہ سال مقرر کی گئی۔

(iv) طلاق وغیرہ کی صورت میں مدتِ عدت نوے دن مقرر کی گئی۔

(v) یتیم پوتے کو بھی وراثت میں حقدار تسلیم کر لیا گیا۔

(vi) پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے کنٹرول کیا جائے گا۔

علما کرام کے ایک گروہ نے اس آرڈی نینس کی مخالفت کی اور اسے اسلام کے خلاف قرار دیا لیکن عوام کی اکثریت نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو قبول کر لیا۔

1962ء کے آئین کے اہم خدوخال

(Salient Features of Constitution of 1962)

سوال 11: 1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال بیان کیجیے۔

جواب: **1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال**

اکتوبر 1956ء کو صدر سکندر مرزا کے ذریعے ایوب خان نے ملک میں مارشل لاء لگا دیا۔ چند دنوں کے بعد ایوب

www.downloadclassnotes.com

خان صدر پاکستان بھی مقرر ہو گئے۔ فروری 1960ء میں ایوب خاں نے جسٹس شہاب الدین کی سربراہی میں ایک آئین سازی کے لیے دس رکنی آئینی کمیشن تشکیل دیا۔ اس کمیشن نے اپنی سفارشات مئی 1961ء کو صدر مملکت کو پیش کر دیں۔ اس کے بعد صدر نے وزیر خارجہ منظور قادر کی رہنمائی میں کابینہ کے سات ممبران پر مشتمل ایک آئینی کمیٹی تشکیل دی جس نے آئینی کمیشن کی سفارشات کو نظر انداز کر دیا اور اپنی نئی آئینی سفارشات مرتب کیں۔ ان سفارشات کو گورنروں کی کانفرنس میں منظور کر لیا گیا اور یہ آئین صدر محمد ایوب خاں نے 8 جون 1962ء کو ایک صدارتی حکم کے ذریعے نافذ کر دیا۔ اس آئین کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- تحریری دستور (Written Constitution)

1956ء کے آئین کی طرح یہ بھی تحریراً آئین تھا۔ 1962ء کا آئین 250 دفعات، 5 گوشواروں اور 8 ترامیم پر مشتمل تھا۔ اس آئین سے قبل جاری احکامات اور مارشل لا کے 31 ضوابط پر مشتمل ایک تحریری آئین تھا۔ اسے 12 حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

2- وفاقی آئین (Federal Constitution)

1962ء کے آئین کے تحت پاکستان میں وفاقی طرز حکومت اپنایا گیا۔ پاکستان کے دو صوبے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان تھے۔ دونوں صوبوں اور مرکز کے درمیان اختیارات کی تقسیم کر دی گئی۔ دونوں صوبوں کو یکساں نمائندگی دی گئی تھی۔ دونوں صوبوں کی انتخابی ادارے میں بھی یکساں نمائندگی تھی۔ آئین میں مرکزی حکومت کے اختیارات واضح کیے گئے تھے۔ اختیارات کی تشریح کے لیے صدر اور پارلیمنٹ سے رجوع کرنا پڑتا تھا۔

3- صدارتی آئین (Parliamentary System)

1962ء کے آئین کے تحت صدر سربراہ حکومت تھا جس کو وسیع انتظامی اختیارات حاصل تھے۔ صدر کا انتخاب بنیادی جمہوریتوں کے 80 ہزار ارکان پر مشتمل انتخابی ادارہ کرتا تھا۔ صدر کی معیاد پانچ سال تھی۔ اسے سنگین بدعنوانی یا خرابی صحت کی بناء پر برطرف کیا جا سکتا تھا۔ صدر کو قانون سازی کے وسیع اختیارات بھی حاصل تھے۔ کابینہ کے ارکان صدر کے سامنے جواب دہ تھے۔ صدر کابینہ، گورنرز اور دیگر کلیدی آسامیوں کی تقرریاں خود کرتا تھا۔

4- استوار آئین (Rigid Constitution)

1962ء کے آئین کے تحت قومی اسمبلی کے ارکان کی دو تہائی اکثریت آئین میں ترمیم کر سکتی تھی۔ لیکن اس ترمیم کے مؤثر ہونے کے لیے صدر مملکت کی منظوری ضروری قرار دی گئی تھی۔

5- یک ایوانی مقننہ (Unicameral Legislature)

1962ء کے آئین کے تحت بھی ایک ایوان پر مشتمل پارلیمنٹ تشکیل دی گئی۔ جسے قومی اسمبلی کہتے ہیں۔ قومی اسمبلی کو بالواسطہ انتخاب کے ذریعے انتخابی ادارہ منتخب کرتا تھا۔ اس کی مدت پانچ سال تھی۔ اس میں دونوں صوبوں

مشرقی اور مغربی پاکستان کو مساوی نمائندگی حاصل تھی۔

6- واحد شہریت (Single Citizenship)

1962ء کے آئین میں بھی واحد شہریت کا نظام رائج کیا گیا۔ پاکستان کے تمام شہری خواہ وہ مشرقی پاکستان سے ہوں یا مغربی پاکستان سے وہ صرف پاکستانی شہری تھے۔

7- بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

آئین میں بنیادی حقوق نہیں رکھے گئے تھے لیکن بعد میں عوام اور سیاسی جماعتوں کے زبردست ردعمل سے اس آئین میں بنیادی حقوق شامل کیے گئے۔ یہ حقوق ایک ترمیم کے ذریعے دیئے گئے۔ ان حقوق میں شہریوں کو تحفظ کی ضمانت فراہم کی گئی۔ ان حقوق کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی تھی۔ ان حقوق کی معطلی پر عدالت سے رجوع کیا جا سکتا تھا۔ ان بنیادی حقوق میں تحریر و تقریر کی آزادی، اجتماع و انجمن سازی مذہبی آزادی اور جان و مال کا تحفظ شامل تھا۔

8- اسلامی دفعات (Islamic Provisions)

(i) قرارداد مقاصد کو آئین میں دیباچہ کے طور پر شامل کیا گیا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا اقرار کیا گیا اور کہا گیا کہ پاکستان کے عوام قرآن و سنت کی روشنی میں حاکمیت کے اختیارات کو ایک مقدس امانت سمجھ کر استعمال کریں گے۔

(ii) 1962ء کے آئین میں مملکت کا نام ''جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا تھا۔ بعد از اں عوام کے مطالبے پر اس میں ترمیم کر کے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا۔

(iii) 1956ء کے آئین طرح 1962ء کے آئین میں بھی صدر مملکت کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

(iv) پاکستان کے عوام کو اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کرنے کے قابل بنایا جائے گا۔

(v) 1962ء کے آئین کے تحت اسلامی تعلیمات کے منافی کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی۔

9- اسلامی مشاورتی کونسل کا قیام (Islamic Advisory Council)

اس آئین میں کہا گیا کہ ایک اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی جائے گی۔ جس کا فرض ہوگا کہ وہ صوبائی اور مرکزی حکومت کو مشورہ دے گی کہ کوئی قانون اسلام کے خلاف نہ ہو۔ پہلے رائج شدہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنا بھی اس کونسل کا کام ہوگا۔ اس کونسل کے رکن علماء ہوں گے۔ اسلامی مشاورتی کونسل کی حیثیت ایک بے اختیار ادارہ کی تھی، حکومت اس کی سفارشات کو قبول کرنے کی پابند نہ تھی۔

10- قومی زبانیں (National Languages)

1962ء کے آئین کے تحت اردو اور بنگالی کو قومی زبانیں قرار دیا گیا تھا لیکن انگریزی کو اُس وقت تک سرکاری زبان کی حیثیت حاصل رہے گی جب تک قومی زبانیں دفتروں میں رائج نہیں ہو جاتیں۔ ان دونوں زبانوں کو

www.downloadclassnotes.com

علاقائی زبانیں بھی قرار دے دیا گیا۔

11- بالواسطہ جمہوریت (Indirect Democracy)

1962ء کے آئین کے تحت براہِ راست انتخاب کا طریقہ ختم کر دیا گیا اور بالواسطہ جمہوریت کا نیا نظام رائج کیا گیا۔ اس نئے نظام کو بنیادی جمہوریتوں کا نام دیا گیا۔ صدر، قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب براہ راست عوام کے ذریعے نہیں تھا۔ بلکہ اس مقصد کے لیے بنیادی جمہوریت پر مشتمل ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ جس کے ارکان کی تعداد 80 ہزار تھی۔ اس ادارہ میں دونوں صوبوں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے ارکان کی تعداد یکساں تھی۔ اسمبلیوں کی معیاد پانچ سال تھی۔

12- طریقہ ترمیم

اس آئین کے تحت ترمیم کرنا کافی مشکل تھا۔ پارلیمنٹ کی 3/4 اکثریت قانون میں ترمیم کر سکتی تھی۔ لیکن صدر کو اس ترمیم کو ویٹو کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ گویا کوئی ترمیم صدر کی منظوری کے بغیر ممکن نہ تھی۔

13- عدلیہ کی آزادی

اس آئین میں عدلیہ کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ ججوں کو ملازمت کا تحفظ کیا گیا تا کہ وہ آزادی سے فیصلے کر سکیں۔

انتخابات 1965

سوال 12: پاکستان میں انتخابات 1965ء کے اثرات/نتائج کا جائزہ لیجیے۔

جواب: بنیادی جمہوری نظام اور انتخابات 1965ء

صدر ایوب خان نے حکومت چلانے کے لیے 1960ء میں ملک میں بنیادی جمہوریتوں کا ایک نظام رائج کیا۔ اس نظام کے تحت 80 ہزار بنیادی جمہوریت کے ارکان کا انتخاب کیا گیا۔ مقامی طور پر اس نظام نے مسائل حل کرنے میں مدد دی لیکن ایوب خان نے اس بنیادی جمہوری نظام کو انتخابی ادارہ بنا دیا اور پھر اسی نظام کے تحت ملک میں دو مرتبہ عام انتخابات کرائے۔ صدر ایوب نے مارشل لا کے دوران ان بنیادی جمہوریت کے ارکان سے اپنی صدارت کی توثیق کرائی۔ ان ارکان کی مدت 1965ء میں ختم ہو رہی تھی۔ اس لیے نومبر 1964ء میں ان کا دوبارہ انتخاب کرایا گیا۔ یہ ایک قسم کی پائیدار اور محدود قسم کی جمہوریت تھی اور اس کے ذریعے پاکستان کے عوام کو براہ راست حق رائے دہی سے محروم کر دیا گیا۔ 80 ہزار بنیادی جمہوریت کے ممبروں کو حکومت آسانی کے ساتھ دباؤ اور لالچ کے تحت اپنے حق میں استعمال کر سکتی تھی۔ چنانچہ 1965ء کے صدارتی انتخاب میں متحدہ حزب

www.downloadclassnotes.com

مخالف کی مشترکہ امیدوار قائداعظم کی ہمشیرہ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح، ایوب خان کے مقابلے میں اسی لیے کامیاب نہ ہو سکیں کہ حکومت نے دھاندلیوں کے ذریعے بنیادی جمہوریت کے ممبران کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ اس نظام نے عوام میں ایک بیزاری پیدا کر دی اور ان کا حکومت پر سے اعتماد اٹھ گیا۔ آخر صدر ایوب خاں کے زوال کے ساتھ ہی اس نظام کا خاتمہ ہو گیا۔

1965ء کے انتخابات کے اثرات/نتائج

بنیادی جمہوریتوں کے نظام پر تنقید

ایوب خاں کے بنیادی جمہوریتوں کے نظام پر بہت تنقید ہونے لگی اور کھلم کھلا یہ کہا گیا کہ یہ نظام خامیوں سے بھرپور ہے اور اس طریقۂ انتخاب کے تحت ایوب خاں کے مقابلے میں کوئی بھی شخصیت کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

جمہوریت کا خاتمہ

ایوب خاں نے بنیادی جمہوریتوں کو انتخابی ادارے کی حیثیت دے کر جمہوریت کو ختم کر دیا، اس لیے عوام نے اس بنیادی جمہوریت کے نظام کو مُسترد کر دیا۔

ایوب خاں کی مقبولیت متاثر

اس نظام سے ایوب خاں کی مقبولیت بُری طرح متاثر ہوئی چنانچہ یہ بنیادی جمہوریتوں کا نظام ایوب خاں کے زوال کا باعث بھی بنا۔

جمہوریت کی بحالی کے لیے عوامی رابطہ مہم کا آغاز

پاکستان کی حزبِ مخالف کی تمام سیاسی جماعتوں نے ان نام نہاد انتخابات میں ایوب خاں پر دھاندلی کا الزام لگا کر جمہوریت کی بحالی کے لیے عوامی رابطہ مہم کا آغاز کر دیا۔

پاک بھارت جنگ 1965ء

(Indo-Pak War 1965)

سوال13: 1965ء کی پاک بھارت جنگ کی وجوہات تحریر کریں۔

جواب: 1965ء کی پاک بھارت جنگ کی وجوہات

بھارت نے کبھی بھی پاکستان کو قبول نہیں کیا۔ اس کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ پاکستان کا وجود ختم کر دیا جائے۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے بھارت نے کئی اقدام کیے لیکن ہر بار منہ کی کھانی پڑی۔ 6 ستمبر 1965ء کو بھی

www.downloadclassnotes.com

بھارت نے اس خواہش کے زیر اثر پاکستان کے خلاف کھلی جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حملہ کر دیا۔ پاکستان کے فوجی اور اقتصادی وسائل بھارت کے مقابلے میں انتہائی کم تھے۔ لیکن پاکستان کی مسلح افواج جذبۂ جہاد سے سرشار تھی۔ اُس نے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کو ذلت آمیز شکست دی۔ یہ جنگ سترہ روز جاری رہی بالآخر اقوام متحدہ کی مداخلت پر ختم کر دی گئی۔ ستمبر 1965ء کی تاریخی جنگ کے واقعات اور وجوہات کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

پاک فوج گولہ باری کرتے ہوئے

پاک فضائیہ کے شاہین

1- بھارت کا نظریہ سیاست

بھارت کا نظریہ سیاست ہندو مفکر چانکیہ کی سیاست پر ہے جس کا بنیادی اصول مکر و فریب اور ہمسایہ ممالک کے ساتھ جارحانہ عزائم رکھنا ہے۔ اس لیے بھارت کے راہنما ہمیشہ منہ سے آشتی کا پرچار کرتے ہیں لیکن عملاً ہمسایہ کے خلاف جارحیت کرتے ہیں۔

2- بھارت کی پاکستان دشمنی

پاکستان کا قیام ہندوؤں کی مرضی کے خلاف تھا۔ اس وجہ سے انھوں نے پاکستان کے قیام کو دل سے پسند نہ کیا۔ انھوں نے ہر وہ حربہ استعمال کیا جس سے پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ جیسے جیسے پاکستان مضبوط ہو رہا تھا، ہندوستان پاکستان کو تباہ کرنے کی زیادہ تیاریاں کر رہا تھا۔ 1965ء کی جنگ اس کا ثبوت تھا۔

3- مسئلہ کشمیر

قیام پاکستان کے بعد مسئلہ کشمیر دونوں مملکتوں کے لیے بہت اہم تھا۔ ستمبر 1965ء کی جنگ کی بڑی وجہ مسئلہ کشمیر تھا۔ بھارت نے کشمیر کے زیادہ حصے پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ کشمیری عوام پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے تھے۔ سلامتی کونسل نے بھارت کے خلاف قرارداد بھی پاس کر دی تھی جس کی وجہ سے اسے کشمیر میں رائے شماری کرانی تھی لیکن بھارت رائے شماری نہیں کرانا چاہتا تھا۔ مسئلہ کشمیر کو پوری دنیا میں اُٹھانے اور کشمیری عوام کی اخلاقی مدد کرنے کی پاداش میں بھارت نے پاکستان پر ستمبر 1965ء کی جنگ مسلط کر دی تھی۔

4- چین بھارت جنگ

بھارت نے 1962ء میں طاقت کے نشے میں نیفا کے مقام پر چین سے جنگ شروع کر دی جس میں بھارت کو زبردست شکست ہوئی۔ اس کو بین الاقوامی طور پر ذلیل ہونا پڑا اور اس کا وقار مجروح ہوا۔ بھارت اب کسی ملک پر حملہ کر کے اس شکست کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنی خفت مٹانے کے لیے مئی 1965ء میں رَن کچھ کے متنازعہ علاقے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن اُسے پاکستانی افواج کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست نصیب ہوئی۔ بھارت نے اپنا وقار بحال کرنے کے لیے پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔

5- بھارت کی داخلی سیاست

نہرو کے انتقال کے بعد بھارت داخلی سیاست میں الجھ کر رہ گیا۔ بھارت میں عام انتخابات کا انعقاد ہونے والا تھا۔ کانگرس انتخابات میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اُس نے پاکستان پر حملہ کر کے فتح حاصل کرنے کا ارادہ کیا تاکہ عوام سے ووٹ حاصل کیے جا سکیں۔ اس لیے بھارت نے ستمبر 1965ء میں پاکستان پر حملہ کر دیا۔

6- عالمی طاقتوں کی پاکستان دشمنی

برطانیہ پاکستان کے خلاف تھا۔ پاکستان نے چین سے دوستی کر لی تو امریکہ بھی اس کے خلاف ہو گیا۔ روس پہلے ہی پاکستان کے خلاف تھا۔ روس کے ساتھی ممالک بھی پاکستان کے مخالف ہو گئے۔ بھارت نے ان ممالک کی حمایت سے پاکستان پر حملہ کر دیا۔

1965ء کی جنگ کے واقعات

سوال 14: 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے واقعات بیان کیجیے۔

جواب: ستمبر 1965ء کی جنگ کے واقعات

صدرِ پاکستان جنرل ایوب خاں نے جنگ شروع ہونے کے بعد ریڈیو پر ہنگامی حالت کا اعلان کیا اور قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''پاکستان کے عوام اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک بھارتی توپوں کے دہانے مستقل طور پر سرد نہیں ہو جاتے۔ بھارتی حکمران نہیں جانتے کہ انھوں نے کس بہادر قوم کو للکارا ہے۔ ہمارے صف شکن سپاہی دشمن کو پسپا کرنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ پاکستان کی افواج دشمن کے حملے کا منہ توڑ جواب دیں گی۔'' صدرِ پاکستان نے قوم کو پکارتے ہوئے کہا ''مردانہ وار آگے بڑھو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو، خدا تمھارا حامی و ناصر ہو'' جنگ 6 ستمبر 1965ء کے اہم واقعات کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے:

صدر پاکستان جنرل ایوب خاں ریڈیو پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے

1965ء کی جنگ کے اہم واقعات درج ذیل ہیں

1- لاہور۔۔۔ واہگہ برکی محاذ

بھارت نے 5 ستمبر اور 6 ستمبر کی درمیانی رات کو لاہور شہر پر تین اطراف واہگہ، برکی اور قصور سے حملہ کر دیا۔ بھارتی فوج کا ایک ڈویژن واہگہ کی طرف دوسرا ڈویژن بھینی اور برکی کی طرف سے جبکہ تیسرا ڈویژن قصور کی طرف سے آگے بڑھا۔ بھارت کا یہ منصوبہ تھا کہ لاہور پر قبضہ کر لیا جائے۔ اپنی من مانی شرائط کے مطابق بھارت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے لیکن پاکستان کی بہادر افواج نے دشمن کو بی آر بی نہر کے دوسرے کنارے پر روک لیا۔ اس محاذ پر میجر عزیز بھٹی شہید نے اپنی کمپنی کے ساتھ کئی روز تک دشمن کی پیش قدمی کو روکے رکھا اور آخر کار جامِ شہادت نوش کیا۔ پاکستان کی حکومت نے میجر عزیز بھٹی شہید کو اس عظیم کارنامے پر پاکستان کا سب بڑی فوجی اعزاز ''نشان حیدر'' عطا کیا۔

میجر عزیز بھٹی شہید نشانِ حیدر

www.downloadclassnotes.com

-2 قصور کا محاذ

بھارت کا منصوبہ تھا کہ قصور کی طرف سے لاہور میں داخل ہوا جائے۔ ہماری افواج نے اس حملہ کو پسپا کر دیا بلکہ اگلے روز جوابی حملہ کیا اور 11 ستمبر کو ہندوستان کا تاریخی شہر کھیم کرن فتح کر لیا۔ ہندوستان نے اس علاقہ کو واپس لینے کی بڑی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ بعد ازاں بھارت نے ہیڈ سلیمانکی کی طرف نیا محاذ کھولا لیکن وہاں بھی اُسے منہ کی کھانی پڑی۔ بلکہ ہزاروں اپنے فوجی مروا لیے۔

-3 سیالکوٹ کا محاذ

بھارت نے لاہور کے تینوں محاذوں پر شکست کھانے کے بعد ٹینکوں اور بکتر بند ڈویژن کے ساتھ سیالکوٹ کے علاقے چونڈہ پر حملہ کر دیا۔ سیالکوٹ کے محاذ پر حملہ کامیاب بنانے کے لیے بھارت نے ایک بکتر بند ڈویژن اور چار سو ٹینک استعمال کیے۔ سیالکوٹ پر بھاری بمباری کی لیکن افواج پاکستان اور بہادر عوام نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ چونڈہ کے مقام پر 13 ستمبر کو ایک عظیم معرکہ ہوا جو کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی تھی۔ اس محاذ پر بھارت کی ایک تہائی بکتر بند فوج تباہ ہو گئی اور اسے ذلت آمیز شکست بھی ہوئی۔

-4 راجستھان کا محاذ

ہر محاذ پر شکست کھانے کے بعد بھارت نے راجستھان میں نیا محاذ کھولا اور حیدر آباد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ یہاں پر حر مجاہدین نے پاکستان کی افواج کی مدد کی اور دشمن کو بھگا دیا۔ پاکستان کی افواج نے بھارت کی کئی چوکیوں پر قبضہ کر لیا اور بھاگتی ہوئی بھارتی فوج پر کاری ضرب لگائی۔ اس محاذ پر پاکستانی فوج نے بھاری تعداد میں جنگی سامان حاصل کیا۔

-5 فضائی کارنامے

جب بھارت کو میدان جنگ میں شکست ہوئی تو انھوں نے اپنی فوج کے تحفظ کے لیے فضائی جنگ شروع کی۔ پاک فضائیہ نے 6 اور 7 ستمبر کی درمیانی شب کو پٹھانکوٹ، جودھ پور، آدم پور، ہلواڑہ، جام نگر، جموں اور سری نگر کے بھارتی اڈوں پر حملہ کر کے بھارتی فضائیہ کی کمر توڑ کر رکھ دی اور بھارت کے 13 مگ طیارے تباہ کر دیے۔ 7 ستمبر کی صبح بھارت نے سرگودھا کے ہوائی اڈے پر حملہ کیا۔ پاک فضائیہ نے جوابی حملہ کر کے انھیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ لاہور کے مقام پر سکواڈرن لیڈر محمد محمود عالم (ایم۔ایم۔ عالم) نے ایک ہی جھڑپ میں دشمن کے پانچ طیارے مار گرائے جو کہ عالمی ریکارڈ ہے۔ اس حملہ میں بھارت کو ایک سکواڈرن طیاروں کا نقصان ہوا۔ اس جنگ میں ہندوستان کے ایک سو گیارہ طیارے مارے گئے جبکہ پاکستان کے صرف چودہ طیارے تباہ ہوئے۔ بھارت نے تنگ آ کر شہری علاقوں کو بموں کا نشانہ بنایا لیکن پاکستان نے صرف فوجی ٹھکانوں پر ہی حملے کیے۔

www.downloadclassnotes.com

پاک فضائیہ کے جانباز پائلٹ ایم۔ایم۔عالم

6- بحری جنگ

اس جنگ میں پاکستانی بحریہ نے بھی ایک عظیم کارنامہ سر انجام دیا۔ پاکستانی بحریہ نے کاٹھیاواڑ کے ساحل پر واقع دوارکا کا مشہور بھارتی اڈہ تباہ کیا۔ وہاں پر بڑے بڑے راڈار کام کرتے تھے۔ ہندوستان نے جوابی حملہ کیا تو اس کے تین طیارے گرا لیے گئے۔22 ستمبر اور 23 ستمبر کی درمیانی رات کو بھارت کی بحریہ نے پاک بحریہ کے ایک یونٹ پر اچانک حملہ کر دیا۔

پاک بحریہ نے جوابی حملہ کر کے بھارتی بحریہ کا ایک فریگیٹ جہاز ڈبو دیا اور بھارتی بحریہ کے دیگر جہازوں کو دُم دبا کر بھاگنا پڑا۔

7- جنگ بندی

بھارت کو جب ہر محاذ پر شکست ہی شکست نظر آئی تو اس نے اقوام متحدہ سے جنگ بند کرانے کی اپیل کی۔ اقوام متحدہ تو پہلے دن سے ہی یہ کوشش کر رہا تھا کہ جنگ بند ہو جائے۔ سلامتی کونسل نے 20 ستمبر کو حکم دیا کہ جنگ 22 ستمبر کو رات بارہ بجے بند کر دی جائے لیکن ہندوستان نے مزید پندرہ گھنٹے طلب کیے اور اس طرح 23 ستمبر کو

www.downloadclassnotes.com

رات تین بجے سحری کے وقت جنگ بند ہوگئی۔

جنگ کے اثرات/نتائج

سوال 15: 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے نتائج بیان کیجیے۔

جواب: 1965ء کی جنگ کے نتائج

پاک بھارت جنگ 1965ء، 17 دن تک جاری رہی اور بالآخر اقوام متحدہ کی قرارداد کی روشنی میں جنگ بندی ہوئی جس کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

1- پاکستان کے وقار میں اضافہ

اس جنگ میں پاکستان نے دشمن کو جس عبرت ناک شکست سے دوچار کیا اور جس کامیابی سے اپنی سرحدوں کا دفاع کیا اُس نے دشمن پر پاکستان کی برتری ثابت کردی۔ پاکستان کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست نے بھارت کے فوجی وقار کو خاک میں ملادیا اور بیرونی دنیا میں پاکستان کی عزت اور وقار میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

2- مسئلہ کشمیر

1965ء کی جنگ دراصل کشمیر کی جنگ تھی۔ اس لیے مسئلہ کشمیر کی اہمیت میں اور اضافہ ہوگیا۔ اس سے اقوام متحدہ کو معلوم ہوگیا کہ اس مسئلہ کا حل بہت ضروری ہے۔ اقوام عالم کو محسوس ہوگیا کہ اگر اس کو حل نہ کیا گیا تو مزید جنگ کے امکانات ہیں۔

3- امریکہ اور یورپ کا دوغلہ پن

اس جنگ نے دوست دشمن کی پہچان بھی کرادی۔ امریکہ نے پاکستان کی اقتصادی اور فوجی امداد بند کردی۔ یورپ کے دیگر ممالک برطانیہ، فرانس اور روس نے سردمہری کا رویہ اپنایا بلکہ روس پاکستان کے خلاف ویٹو کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

4- جنگ میں چین کی مدد

1965ء کی پاک بھارت جنگ میں چین نے پاکستان کی کھل کر حمایت کی اور دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے اسلحہ دیا۔ پاکستان اور چین کے درمیان کئی باقاعدہ دفاعی معاہدے بھی ہوئے۔ واہ آرڈی نِنس فیکٹری کی تعمیر بھی چین کی مدد سے پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ چین نے جس طرح پاکستان کی مدد کی اس سے پاکستان کو دوست اور دشمن میں تمیز واضح ہوگئی۔

5- عالم اسلام کا اتحاد

ستمبر 1965ء کی جنگ میں برادر اسلامی ممالک نے غیر مشروط طور پر پاکستان کی مدد کی۔ اس کی بنا پر اتحاد عالم

www.downloadclassnotes.com

اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔اس طرح مسلم ممالک کے درمیان تعلقات مزید پیدا ہوئے اور پاکستانیوں کے سر فخر سے بلند ہو گئے۔

پاکستانی عوام میں اتحاد اور قومی یکجہتی

ستمبر 1965ء کی جنگ کے درج ذیل قومی اور بین الاقوامی نتائج برآمد ہوئے۔

1- لیڈروں کے طرزِ عمل میں تبدیلی

جنگِ ستمبر نے ملک کے حزب اختلاف کے لیڈروں کے طرزِ عمل میں بھی واضح تبدیلی پیدا کر دی۔انھوں نے صدر ایوب خاں کی مخالفت چھوڑ کر مکمل تعاون کی پیشکش کی۔

2- یکجہتی کا جذبہ

جنگ 1965ء سے قبل ملک کے اندر مختلف مسائل کی وجہ سے قوم انتشار کا شکار ہو چکی تھی لیکن جنگ کی وجہ سے عوام میں اتحاد اور قومی یکجہتی پیدا ہو گئی۔قوم نے نظم و ضبط اور اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے تمام داخلی اختلافات بھلا دیئے تھے۔قوم میں جذبۂ جہاد نئے سرے سے پیدا ہو گیا اور وہ دشمن کے مقابلے میں سینہ سپر ہو گئی۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

3- قومی جذبہ

پاک بھارت جنگ 1965ء حق و باطل کے درمیان ایک ایسا انقلاب آفرین واقعہ تھا۔جس میں پوری پاکستانی قوم اپنی جانباز افواج کے پیچھے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند کھڑی ہو گئی۔اس جنگ میں ایک چھوٹے سے چھوٹے ملازم سے لے کر آفیسر تک، ایک مزدور سے تاجر تک تمام افراد نے قومی جذبے سے سرشار ہو کر دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے حکومت سے تعاون اور یکجہتی کا مظاہرہ کیا اور دفاعی فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیا۔

4- فلاحی کام

جنگ کے دوران پوری قوم میں جذبہ ایمانی ابھرا۔پاکستانی عوام نے ہسپتالوں میں پہنچ کر بہادر مجاہدین کے لیے خون کے عطیات دیئے اور محاذوں پر پہنچ کر افواج کو اپنی خدمات پیش کیں۔جنگی بے گھروں کے لیے کیمپ لگائے گئے۔لوگوں میں محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوئے۔

5- غازی بھائیوں کی حوصلہ افزائی

ملک کے فنکاروں نے اپنے فن کا مظاہرہ کر کے اپنے غازی بھائیوں کے حوصلوں کو بلند رکھا یہاں تک کہ پوری قوم

نے دشمن کا مردانہ وار ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اُسے شکست دے کر فتح و نصرت کا جھنڈا بلند کیا۔
اس جنگ کی وجہ سے پاکستان کے دفاعی اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اس کا ملکی معیشت پر اثر پڑا۔

معاشی ترقی

(Economic Development)

سوال 16: معاشی ترقی سے کیا مُراد ہے؟

جواب: معاشی ترقی سے مراد

معاشی ترقی سے مراد کسی ملک کی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت میں تبدیل ہونا ہے۔ یہ ترقی کا ایک ایسا عمل ہے جس میں جدید اور ترقی یافتہ ذرائع کو استعمال کر کے، انسانی وسائل اور سرمایہ کے ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے معیشت میں ایسی انقلابی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں کہ جس سے ملک کی خام قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے۔ عوام کو تعلیم، صحت، روزگار اور تفریح کے بہتر مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

ایوب خاں کے دورِ حکومت میں معاشی ترقی

ایوب خاں کی مارشل لاحکومت نے معاشی ترقی کے لیے عالمی بینک کے ماہر معاشیات محمد شعیب کو وزیر خزانہ مقرر کیا۔ انھوں نے ملکی درآمدات اور برآمدات پر خاصا کنٹرول کیا جس سے ملکی تجارت میں برآمدات کی حوصلہ افزائی ہوئی اور کافی زرمبادلہ حاصل ہوا۔ اُن کی وزارت کے دوران صنعت و حرفت کی ترقی کے لیے لائسنس جاری کیے گئے اور نئی صنعتوں کا قیام عمل میں آیا جس سے 1960ء کے عشرہ کے دوران پاکستان میں صنعتی شعبہ کو ترقی اور استحکام حاصل ہوا۔ اس معاشی ترقی سے ملک میں خوش حالی میں اضافہ ہوا۔ اسی دوران دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (1960-65ء) اور تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (1965-70ء) شروع کیا گیا۔

پاکستان سٹیل مل کراچی

www.downloadclassnotes.com

سوال 17: دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہداف، حاصلات اور ناکامیوں پر نوٹ لکھیے۔

جواب: دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960-1965ء)

منصوبے کا تعارف

پاکستان کا دوسرا قومی ترقیاتی منصوبہ 1960 میں اپنایا گیا اور اس منصوبے کی 1955 تک تکمیل ہوئی۔

اہداف اور مقاصد (Targets)

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور اہداف مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ قومی آمدنی میں 24 فی صد اضافہ کرنا
2۔ فی کس آمدنی میں دس (10) فی صد اضافہ کرنا
3۔ 25 لاکھ نئے افراد کے لیے روزگار کے مواقع مہیا کرنا
4۔ زرعی پیداوار میں 14 فی صد اضافہ کرنا
5۔ بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی پیداواری صلاحیتیں 14 فی صد تک زیادہ کرنا
6۔ گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی پیداوار کو 25 فی صد تک بڑھانا۔
7۔ برآمدات میں 3 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ کرنا۔

منصوبے کے لیے مختص رقوم

اس منصوبے کے لئے 23 ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا۔ اس رقم میں سے 12 ارب 40 کروڑ روپے سرکاری شعبے میں، 3 ارب 80 کروڑ روپے نیم سرکاری شعبے میں اور 6 ارب 80 کروڑ روپے نجی شعبے میں خرچ کرنے کا اندازہ لگایا گیا تھا۔

حاصلات اور ناکامیاں

1۔ قومی آمدنی میں اضافہ چوبیس فی صد کی بجائے 30 فی صد سے بھی زیادہ ہو گیا۔
2۔ برآمدات میں تین فی صد کی بجائے 7 فی صد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوا۔
3۔ صنعتی شعبے میں 40 فی صد سے بھی زیادہ ترقی ہوئی۔
4۔ زرعی شعبے میں ترقی 15 فی صد سے زیادہ ہوئی۔
5۔ البتہ روزگار کے مواقع کا ہدف حاصل نہ کیا جا سکا۔

منصوبے کی اہمیت

یہ منصوبہ تیار کرتے وقت پہلے پانچ سالہ منصوبے کی خامیوں کی اصلاح کی گئی تھی اور ملکی وسائل کا جائزہ لینے میں خاصی احتیاط سے کام لیا گیا تھا، لہٰذا نتائج کافی حوصلہ افزا رہے جو مستقبل کی منصوبہ بندی میں معاون ثابت

ہوئے۔ پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی میں دوسرے پانچ سالہ منصوبے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

سوال 18: تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہداف، حاصلات اور ناکامیوں کا تذکرہ کیجیے۔

جواب: تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1965-1970ء)

منصوبے کا تعارف

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کی کامیابی کے بعد تیسرا پانچ سالہ منصوبہ ایک بیس سالہ طویل المیعاد منصوبے کے پہلے حصے کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہ طویل المیعاد منصوبہ چار پانچ سالہ ترقیاتی منصوبوں پر مشتمل تھا۔ اسے طویل المیعاد تناظری منصوبہ (1965-1985ء) کا نام دیا گیا۔ اس تناظری منصوبے کے اہم اہداف یہ تھے:

تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہداف و مقاصد (Tagets and Aims)

تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہم اہداف و مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

1۔ ملکی ترقی کی رفتار کو تیز کر کے قومی پیداوار میں 37 فی صد اضافہ کرنا۔
2۔ فی کس آمدنی میں 20 فی صد اضافہ کرنا۔
3۔ 55 لاکھ افراد کو روزگار مہیا کرنا۔
4۔ زرعی ترقی کی رفتار کو تیز کر کے اس میں 5 فی صد اضافہ کرنا۔
5۔ صنعتی ترقی کی شرح میں 13 فی صد سالانہ کی شرح تک اضافہ کرنا۔
6 بنیادی صنعتوں کے قیام کو ترجیح دینا۔
7۔ برآمدات میں 9.5 فی صد اضافہ کرنا۔ زرمبادلہ میں اضافہ کر کے ادائیگیوں کے توازن میں استحکام پیدا کرنا۔
8۔ بنیادی سہولتوں میں اضافے کی کوشش کرنا اور معاشرتی تحفظ فراہم کرنا۔

منصوبے کے لیے مختص رقوم

ان مقاصد کے حصول کے لیے کل 52 ارب روپے مختص کیے گئے تھے۔ ان میں سے 30 ارب سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 22 ارب نجی شعبے کے لیے وقف تھے۔

حاصلات اور ناکامیاں (Achievements and Failures)

1۔ برآمدات میں 9.5 فی صد اضافے کی توقع تھی مگر یہ اضافہ صرف 7 فی صد ہو سکا۔
2۔ زرعی ترقی کی رفتار کا ہدف پانچ فی صد سالانہ تھا۔ یہ 4.5 فی صد سالانہ رہی۔
3۔ صنعتی ترقی کا ہدف 13 فی صد تھا مگر اسے صرف 9 فی صد تک بڑھایا جا سکا۔

ناکامیوں کے اسباب

نتائج سے پتا چلتا ہے کہ تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اکثر اہداف حاصل نہ کیے جا سکے کیوں کہ ابتدا ہی میں ملک

www.downloadclassnotes.com

ناموافق حالات کے نرغے میں پھنس گیا تھا۔

1- خشک سالی

منصوبے کے ابتدائی دو سال انتہائی خشک سالی کے تھے، جس سے فصلیں بری طرح متاثر ہوئیں۔

2- پاک بھارت جنگ

1965ء کی پاک بھارت جنگ کے باعث دفاعی اخراجات بڑھ گئے، جنھیں ترقیاتی اخراجات کے لیے مجوزہ وسائل میں کمی کر کے پورا کرنا پڑا۔

3- غیر ملکی امداد

غیر ملکی امداد میں بھی 27 فی صد کمی کا سامنا کرنا پڑا اور زرعی ترقی میں کمی واقع ہوئی۔

4- سیاسی حالات

ملک کے سیاسی حالات خراب رہے ہڑتالیں اور ہنگامے ہوتے رہے۔ اس لیے صنعتی ترقی پر بہت برا اثر پڑا۔ مختصر یہ کہ تیسرے پانچ سالہ منصوبے کو مجوزہ وسائل کی فراہمی کے لیے سازگار حالات میسر نہ آ سکے لہٰذا اس کے اکثر اہداف حاصل نہ کیے جا سکے۔

1958-69ء کے دوران پاکستان میں صنعتی شعبہ اور زراعت کی شرح ترقی (%)

سال	بڑی صنعتیں	چھوٹی صنعتیں	زراعت
1958-59ء	5.6	2.3	4.0
1960-61ء	20.3	2.9	-0.2
1961-62ء	19.9	2.9	6.2
1962-63ء	15.7	2.9	5.2
1963-64ء	15.5	2.9	2.5
1964-65ء	13.0	2.9	5.2
1965-66ء	10.8	2.9	0.5
1966-67ء	6.7	2.9	5.5
1967-68ء	7.6	2.9	11.7
1968-69ء	10.6	2.9	4.5

www.downloadclassnotes.com

2- زرعی اصلاحات

سوال19: پاکستان میں زرعی اصلاحات کی اہمیت اور افادیت بیان کیجیے۔

جواب: زرعی اصلاحات سے مراد

زرعی اصلاحات سے مراد زرعی شعبے کی خامیوں کو دُور کرنا ہے جو کاشت کار طبقہ کے استحصال کا باعث ہیں اور دوسرے جن کے باعث فی ایکڑ زرعی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ ان مقاصد کی خاطر بڑی بڑی جاگیرداریوں کو محدود کر کے زرعی زمین چھوٹے زمینداروں میں تقسیم کی جاتی ہے۔

ایوب خان نے زرعی اصلاحات کے لیے ایک کمیشن بنایا جس کے سربراہ گورنر اختر حسین تھے۔ اس کمیشن نے 18 اکتوبر کو کام شروع کیا۔ اور جنوری 1959ء کو ان اصلاحات کا اعلان کر دیا۔ زرعی اصلاحات کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

ے زراعت کی ترقی گر ہے مقصود
قدم اصلاح کی جانب بڑھاؤ

1- حد ملکیت زمین

کوئی شخص ایک وقت میں 5 سو ایکڑ نہری یا ایک ہزار ایکڑ بارانی زمین سے زیادہ کا مالک نہیں ہوگا۔ باغات

www.downloadclassnotes.com

وچراگاہوں کی صورت میں موجودہ زمیندار 150 ایکڑ رقبہ اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

2- زمین کی منتقلی کی مراعات

زمیندار کو حق دیا گیا کہ وہ اپنے خاندان کی عورتوں اور یتیم بچوں کو اپنی زمین ہبہ (Gift) کر سکتا ہے لیکن اس کی مقدار 250 ایکڑ نہری یا 500 ایکڑ بارانی سے زیادہ نہ ہوگی۔

3- زائد زمین کی ادائیگی

زمیندار مقررہ حد سے زیادہ زمین سرکاری تحویل میں دے دیں گے۔ جس کا معاوضہ انھیں 25 سالوں میں قسطوں میں ادا کیا جائے گا۔

4- جاگیریں بلامعاوضہ بحق سرکار ضبط

زرعی اصلاحات کے تحت حد ملکیت سے زائد جاگیریں بلا معاوضہ بحق سرکار ضبط کر لی گئیں۔ البتہ وہ جاگیریں مستثنیٰ رکھی گئیں جو تعلیمی، مذہبی اور خیراتی اداروں کے نام وقف تھیں۔

5- فاضل زمین کی تقسیم

1959ء کی زرعی اصلاحات کے تحت جو فاضل زمین حکومت کے کنٹرول میں آئی اس کے موروثی مزارعین کو مالک قرار دے دیا گیا اور اس کے علاوہ دیگر مزارعین اور غیر مالک کسانوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ حکومت سے زمین آسان قسطوں میں خرید سکتے تھے۔

6- مزارعین کو قانونی تحفظ

زرعی اصلاحات میں مزارعین کو قانونی تحفظ دیا گیا کہ مزارعین کو زمینوں سے قانونی کارروائی کے بغیر بے دخل نہیں کیا جا سکے گا۔ اور ان سے خلاف قانون کوئی فیس / جرمانہ وصول کرنا، بیگار یا کسی اور طرح کی خدمت حاصل کرنا خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔

7- زمیندار کا شرح منافع

زرعی اصلاحات کے مطابق زمیندار خود بخود اپنے حصہ پیداوار میں اضافہ نہیں کر سکے گا۔ یوں اجارہ کی شرح منافع میں اضافہ پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

8- اشتمال اراضی

زرعی اصلاحات کے تحت اشتمال اراضی کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ زرعی کمیشن کی سفارش پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کی ہوئی زمینوں کو یکجا کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ اشتمال اراضی کا یہ کام کافی عرصہ تک جاری رہا۔ ایوب خاں کے اپنے بیان کے مطابق قریباً نوے لاکھ ایکڑ زمین اشتمال اراضی کے ذریعے یکجا کی گئی۔

www.downloadclassnotes.com

محمد یحییٰ خان کا دورِ حکومت 1969-71ء

سوال 20: "لیگل فریم ورک آرڈر" کے نمایاں خدوخال کی وضاحت کیجیے۔

جواب: "لیگل فریم ورک آرڈر" کے نمایاں خدوخال

محمد ایوب خاں نے ملک پر قریب قریب 10 سال تک حکومت کی۔ اس دورِ حکومت میں ملک میں کئی اصلاحات نافذ کی گئیں اور ملک صنعتی لحاظ سے خود کفیل ہونے کے قابل ہو گیا۔ صنعت، زراعت اور دیگر کئی شعبوں میں پیش رفت ہوئی۔ آئین کے تحت تمام اختیارات صدر کے پاس تھے۔ جنرل محمد ایوب خاں کی حکومت آمرانہ تھی اس لیے عوام نے اس کے خلاف زبردست تحریک چلائی۔ حالات حکومت کے کنٹرول سے باہر ہو گئے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ملک میں ایک دفعہ پھر مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔

جنرل محمد یحییٰ خان نے 25 مارچ 1969ء کو ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ اس نے 1962ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ بنیادی حقوق معطل کر دیے۔ قوم سے وعدہ کیا گیا کہ جلد ہی انتخاب کرا کر اقتدار عوام کے نمائندوں کو دے دیا جائے گا۔

لیگل فریم ورک آرڈر (L.F.O) 1970ء

صدر پاکستان جنرل محمد یحییٰ خان نے 1970ء کے انتخابات کرانے کے لیے ایک آئینی ڈھانچے لیگل فریم ورک آرڈر کا اعلان کیا۔ اہم نکات درج ذیل ہیں:

1- قومی اسمبلی کی تشکیل

مرکز میں قومی اسمبلی کی تشکیل کی گئی۔ اس کی کل نشستیں تین سو تیرہ (313) مقرر ہوئیں۔ ان میں تیرہ نشستیں خواتین کے لیے مخصوص تھیں۔

2- قومی/صوبائی اسمبلی کے رکن کی عمر

قومی یا صوبائی اسمبلی کے امیدوار کے لیے عمر کی حد کم از کم 25 سال اور ووٹر کی عمر 21 سال مقرر کی گئی۔ کوئی شخص

www.downloadclassnotes.com

بیک وقت ایک سے زیادہ نشستوں پر انتخاب لڑنے کا حق رکھتا ہے۔

3- قومی/صوبائی اسمبلی کے انتخابات کی تاریخ

قومی اسمبلی کے انتخابات کے لیے پولنگ کی تاریخ 5 اکتوبر اور صوبائی اسمبلی کے لیے 22 اکتوبر 1970ء مقرر کی گئی۔

4- وفاقی طرز حکومت

ملک میں وفاقی طرز حکومت رائج کیا جائے گا اور شہریوں کو تمام بنیادی حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

5- وفاقی آئین

ملک کا آئین وفاقی ہوگا اور وفاقی اکائیوں کو حدود کے اندر صوبائی خودمختاری حاصل ہوگی۔

6- عدلیہ کی آزادی

عدل وانصاف کے لیے عدالتیں آزاد ہوں گی اور تمام افراد کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ عدلیہ عوام کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرے گی اور اس کے فیصلوں کی پابندی مرکز اور صوبوں پر لازم ہوگی۔

7- صدر کا مسلمان ہونا

اسلامی نظریہ پر عمل کیا جائے گا۔ ملکی قوانین کو بتدریج قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے گا صدر مملکت کے لیے مسلمان ہونا لازمی ہوگا۔

8- کورم اور قواعد وضوابط

قومی اسمبلی میں تمام فیصلے سادہ اکثریت کی بنا پر ہوں گے۔ کورم صرف 100 ہوگا اگر کوئی ارکان سپیکر کی توجہ مبذول کرائے گا کہ کورم ٹوٹ چکا ہے تو سپیکر ارکان کو اجلاس میں بلانے کے لیے ضروری اقدامات کرے گا۔ پھر بھی کورم پورا نہ ہوا تو اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ اراکین اسمبلی کو خیالات کے اظہار کے لیے مکمل آزادی ہوگی۔ اس بنا پر کسی ارکان کے خلاف قانونی کارروائی نہ کی جائے گی۔

9- ملک کا نام

پاکستان ایک وفاقی جمہوریہ ہوگا۔ اس کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہوگا جمہوریت کے بنیادی اصولوں پر عمل کیا جائے گا۔ ملکی وقومی سلامتی کا تحفظ کیا جائے گا اور ملکی سلامتی کو نقصان پہنچانے والے کسی اقدام کی اجازت نہ ہوگی۔

10- آئندہ حکمت عملی کے لیے راہنما اصول

ریاستی پالیسی کے یہ راہنما اصول دستور میں شامل کیے جائیں گے:

www.downloadclassnotes.com

(i) اسلامی طرز زندگی کا فروغ۔

(ii) اسلامی اخلاقی اصولوں پر عمل کرنا۔

(iii) پاکستان میں اسلامی اصولوں کے فروغ و ترقی کے لیے اقدامات کرنا۔ اسلامی قوانین کے منافی کوئی قانون منظور نہیں کیا جائے گا۔

(iv) مسلمانوں کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور اسلامیات کی تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنا۔

1970ء کے انتخابات

(Elections 1970)

سوال 21: مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجوہات بیان کیجئے۔

جواب: انتخابات 1970ء کے نتائج

جنرل محمد یحییٰ خان کے دور حکومت 1970ء میں عام انتخابات ہوئے۔ شیخ مجیب الرحمٰن کی پارٹی عوامی لیگ نے 169 میں سے 167 نشستیں حاصل کیں۔ جن میں 7 نشستیں خواتین کی تھی۔ ایک نشست پر پی ڈی پی کے نور الامین کامیاب ہوئے اور دوسری نشست پر چٹاگانگ کے پہاڑی قبائل کے راجا دیو رائے بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔ مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی نے 144 میں سے 88 نشستیں حاصل کر کے واضح کامیابی حاصل کی۔ جن میں 5 نشستیں خواتین کی تھیں۔ مغربی پاکستان میں باقی نشستیں دیگر سیاسی پارٹیوں کونسل مسلم لیگ، کنونشن مسلم لیگ، جماعت اسلامی، جمعیت علماء پاکستان، نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت العلماء اسلام نے حاصل کیں۔ انتخابات کے بعد اقتدار کی جنگ نے ایک نئی صورت حال پیدا کر دی۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلا دیش کا قیام

(Separation of East Paksitan and Emergence of Bangladesh)

(i) شیخ مجیب الرحمٰن کی تحریک عدم تعاون

انتخابات کے بعد اقتدار حاصل کرنے کی جنگ شروع ہوئی۔ شیخ مجیب الرحمان نے اپنے منشور کی بنیاد پر انتخاب جیتا تھا اور اپنی کامیابی کے بعد اس نے اسی بنیاد پر حکومت قائم کرنے کا اعلان کیا لیکن پیپلز پارٹی نے بھرپور مخالفت کی۔ شیخ مجیب الرحمٰن کو اقتدار حوالے نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ یحییٰ خاں کے اقتدار سے چمٹے رہنے کی خواہش نے حالات کو خراب تر کر دیا۔ شیخ مجیب الرحمان نے جب دیکھا کہ اقتدار اس کے حوالے نہیں کیا جا رہا تو اس نے ریاستی معاملات میں عدم تعاون کی تحریک کا اعلان کر دیا۔ جگہ جگہ قتل و غارت گری، عدم تعاون، ٹیکسوں کی ادائیگی سے انکار، کارخانوں اور صنعتی اداروں میں پے در پے ہڑتالیں، عدالتوں کا بائیکاٹ اور ملازمین کا کام پر نہ جانا روزمرہ کا معمول بن گیا۔ داخلی انتشار اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔

(ii) جنرل ٹکا خاں کا تقرر اور متوازی حکومت کا قیام

جنرل یحییٰ خاں نے حالات پر قابو پانے کے لیے جنرل ٹکا خاں کو مشرقی پاکستان کا گورنر بنا دیا۔ جنرل ٹکا خاں کی سخت پالیسی اور زیادہ سختی کی وجہ سے حالات قابو سے باہر ہو گئے۔ اس صورت حال میں شیخ مجیب الرحمان نے بھارت کی شہ پر مشرقی پاکستان میں متوازی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا اور کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی شرائط کو مزید سخت کر دیا۔

(iii) بنگلا دیش کا پرچم لہرانا

23 مارچ 1971ء کو شیخ مجیب الرحمان نے اپنے گھر پر بنگلا دیش کا پرچم لہرا دیا۔ شیخ مجیب الرحمان کو گرفتار کر لیا گیا مگر اس سے حالات سدھرنے کی بجائے مزید خراب ہو گئے۔ ملک میں خانہ جنگی اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ ہندوستان مکمل طور پر شیخ مجیب الرحمان اور عوامی لیگ کی حمایت کر رہا تھا اور اپنے غنڈوں کو مشرقی پاکستان میں بھیج رہا تھا جو مکتی باہنی کے کارکنوں سے مل کر پاک فوج کے جوانوں اور عام لوگوں کو قتل کروا رہا تھا۔ لاتعداد افراد مشرقی پاکستان سے ہجرت کر کے ہندوستان میں چلے گئے۔ ہندوستان نے ان مہاجرین کی مدد کرنے کی آڑ میں مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔

(iv) مشرقی پاکستان کی علیحدگی

مشرقی پاکستان کا مغربی پاکستان سے زمینی اور فضائی رابطہ کٹ گیا اور مقامی لوگوں نے پاک فوج کے جوانوں سے کسی قسم کا تعاون نہ کیا جس کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں فوری کارروائی نہ ہو سکی اور ہماری افواج کو مجبوراً دشمن کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ بھارت اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو گیا۔ مشرقی پاکستان 16 دسمبر 1971ء کو

www.downloadclassnotes.com

بھارت کی مدد سے ایک الگ وطن ''بنگلا دیش'' کے نام سے دنیا میں معرضِ وجود میں آ گیا۔ بقول مشیر کاظمی

شرق سے غرب تک میری پرواز تھی
ایک شاہین تھا ذہن اقبال کا
ایک بازو پہ اُڑتا ہوں میں آج کل
دوسرا دشمنوں کو گوارا نہیں

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب

(Causes of Separation of East Pakistan)

سوال22: مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب بیان کیجیے۔

جواب: مشرقی پاکستان کا احساسِ محرومی

پاکستان دو حصوں پر مشتمل تھا۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔ صدر ایوب خان سے پہلے یہ دستور رہا کہ صدر اور وزیراعظم کے عہدے مساوی طور پر پاکستان کے دونوں حصوں میں تقسیم ہوتے تھے لیکن صدر ایوب نے یہ طریقہ بدل دیا۔ اس نئے طریقے سے مشرقی پاکستان کے عوام میں محرومی کا احساس پیدا ہوا۔ پاکستان 1971 میں اندرونی اور بیرونی ریشہ دوانیوں کے سبب دولخت ہو گیا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب درج ذیل ہیں:

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب

-1 ایوب خاں کا آمرانہ دور Ayub Khan Dictatorial Era

محمد ایوب خاں نے ملک پر قریب قریب 10 سال تک حکومت کی۔ اس دورِ حکومت میں ملک میں مستقل طور پر نافذ کی گئی ہنگامی حالت نے نوکر شاہی کو مکمل تحفظ دیا۔ ایوب خاں نے عوام کو دبانے کے لیے کئی ایسی پالیسیاں اختیار کیں جن کا اندرونی طور پر سخت ردِعمل پیدا ہوا۔ عوام نے جنرل محمد ایوب خاں کی آمرانہ حکومت کے خلاف زبردست تحریک چلائی۔ مشرقی پاکستان کے عوام بھی اس آمرانہ حکومت کو برداشت نہ کر سکے اور علیحدگی پر مجبور ہو گئے۔

-2 قومی قیادت کا فقدان Lack of National Leadership

قائداعظمؒ اور لیاقت علی خانؒ کی وفات کے بعد ملک میں کوئی ایسا مخلص راہنما نہ تھا جو پاکستان کی حفاظت کا فریضہ

www.downloadclassnotes.com

ادا کر سکتا ہو۔محب وطن قیادت کا فقدان ہو گیا۔قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں مسلم لیگی وزارت عوام کا اعتماد حاصل نہ کر سکی۔مسلم لیگی لیڈر عوام پر حکومت کرنا اپنا حق سمجھتے تھے۔مسلم لیگی قائدین نے عوام سے اپنا رابطہ قائم نہ رکھا اور عوام کے مسائل نہ سمجھ سکے جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب بنے۔

3- اقتصادی بدحالی Poor Economic Condition

مشرقی پاکستان آغاز ہی سے اقتصادی اور معاشی طور پر خوشحال نہ تھا اس کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ تقسیم ہند سے پہلے ہندو مشرقی پاکستان کی معیشت پر قابض تھے۔مغربی پاکستان کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں اس کی پوزیشن مستحکم نہ تھی۔حکومت نے مشرقی پاکستان کی اقتصادی پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کیے۔اس سے مشرقی پاکستان کی مقامی آبادی میں احساسِ محرومی پیدا ہو گیا جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب بنا۔

4- ہندو اساتذہ کا منفی کردار Negative Role of Hindu Teachers

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد جو حکومتیں برسر اقتدار رہیں وہ پاکستانی قومیت کا جذبہ نہیں اُبھار سکیں۔ جبکہ پاکستان مخالف گروہ پاکستان کے خلاف سرگرم عمل رہے۔مشرقی پاکستان میں تعلیم کا شعبہ زیادہ تر ہندو اساتذہ کے زیرِ کنٹرول تھا اُس کی وجہ یہ تھی بنگالی مسلمان تعلیم میں ہندوؤں سے کم تر تھے۔سکولوں اور کالجوں میں ہندو اساتذہ نئی نوجوان نسل کے ذہن میں علیحدگی کا زہر گھولتے رہے۔انھوں نے بنگالی طالب علموں کو پاکستان کے خلاف پوری طرح تیار کیا۔جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی راہ ہموار کی۔

5- بنگالی زبان کا مسئلہ Issue of Bengali Language

قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان کے لوگوں نے بنگالی زبان رائج کرنے کا مطالبہ کیا۔لیکن قائداعظمؒ نے اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے اسے ختم کرا دیا۔بنگالی زبان کے مسئلہ نے پاکستانی قومیت کو بہت نقصان پہنچایا۔اگرچہ 1956ء کے دستور میں زبان کا مسئلہ طے پا چکا تھا آئین میں مغربی پاکستان میں قومی زبان ''اردو'' اور مشرقی پاکستان میں قومی زبان ''بنگالی'' قرار دے دی گئی تھی لیکن اس کے باوجود بنگالیوں کے دلوں میں زبان کے حوالے سے ایک احساس محرومی پیدا ہو گیا تھا جو حکومتی کوششوں کے باوجود ختم نہ ہو سکا۔

6- صوبائی تعصبات Provincial Prejudices

قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کے پانچ یونٹ تھے۔اُن میں ایک یونٹ مشرقی پاکستان بھی تھا۔مشرقی پاکستان کی آبادی پاکستان کی کل آبادی کا 56% تھی۔اس لیے مشرقی پاکستان کے سیاستدانوں کا مطالبہ تھا کہ مسلح افواج، بیوروکریسی، عدلیہ اور ایوانِ زیریں میں آبادی کے تناسب سے اُنھیں نمائندگی دی جائے۔یہ ملک کے باقی صوبوں کے ساتھ ناانصافی تھی اس وجہ سے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے سیاستدانوں میں کشمکش جاری رہی۔اس سے ملک کی علیحدگی کی راہ ہموار ہوئی۔

www.downloadclassnotes.com

-7 سیاستدانوں کی علاقائی سیاست Territorial Politics of Politicians

پاکستان میں قومی سیاست کی جگہ علاقائی سیاست کو فروغ ملا اور اصولِ اقتدار کے لیے سندھی، بنگالی، پنجابی، پٹھان اور بلوچی بن کر رہ گئے۔ 1954ء کے انتخابات میں مسلم لیگ مشرقی پاکستان میں انتخاب ہار گئی۔ تمام صوبوں میں علاقائی جماعت نے کامیابی حاصل کی۔ سیاسی میدان میں سہروردی، بھاشانی اور فضل الحق نے غلبہ حاصل کر لیا اور وہ ایک دوسرے سے اقتدار چھیننے کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔ انھوں نے ہندو ارکان اسمبلی کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز طریقے استعمال کیے۔ علاقائی سیاست نے بالآخر پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

-8 بڑی طاقتوں کی سازشیں Conspiracies of Big Powers

بڑی طاقتیں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے لیے مسلسل سازشوں میں معروف تھیں۔ غیر ملکی سفیروں نے اس زمانے میں سیاسی لیڈروں کے ساتھ جتنی ملاقاتیں کیں۔ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ بھارت نے روس کے ساتھ 20 سالہ دفاعی معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کی رُو سے جنوب مشرقی ایشیا میں روس اور بھارت کے مفادات ایک دوسرے سے وابستہ ہو گئے۔ روس نے بھارت کو پاک بھارت جنگ 1965ء میں حسب ضرورت سامان اور تکنیکی امداد فراہم کی۔ پاکستان کے خلاف سازش میں امریکا بھی شامل تھا۔ پاک بھارت جنگ کے دوران اسرائیل نے امریکی ساخت کا اسلحہ بھارت کو مہیا کیا۔ امریکا نے سعودی عرب اور اُردن کو منع کر دیا کہ پاکستان کو اسلحہ فراہم نہ کیا جائے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی بڑی طاقتوں کی سازشوں کا نتیجہ تھی۔

-9 شیخ مجیب الرحمان کا چھ نکاتی فارمولا
Six Points Formula of Mujeeb-ur-Rehman

عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب الرحمان نے اپنے چھ نکاتی منشور کی بنا پر ہی انتخابات جیتے تھے۔ یہ چھ نکاتی فارمولا علیحدگی پسندی کے رجحانات کی تقویت کا باعث بنا۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنی انتخابی مہم چھ نکاتی پروگرام پر چلائی۔ انھوں نے چھ نکاتی پروگرام کے تحت زیادہ سے زیادہ صوبائی خودمختاری کا مطالبہ کیا۔ ان چھ نکات کی رو سے تمام صوبوں کو الگ الگ ریاستیں بنا کر اُن کی نیم وفاقی حیثیت قائم کر دی جائے۔ مجیب الرحمٰن نے مشرقی پاکستان کے لوگوں کو مغربی پاکستان کے عوام کے خلاف بھڑکایا اور کہا کہ جب تک وہ مغربی پاکستان کی غلامی سے چھٹکارا حاصل نہیں کر لیتے خوشحال نہیں ہو سکتے۔ ان نکات کے تحت صوبائی خودمختاری کے رجحان کو فروغ ملا جو علیحدگی کا سبب بنا۔

-10 بھٹو مجیب اختلافات Bhutto Mujeeb Differences

1970ء کے انتخابات کے بعد ذوالفقار علی بھٹو اور شیخ مجیب الرحمٰن کے درمیان حکومت بنانے کے مسئلے پر اختلافات پیدا ہو چکے تھے۔ بھٹو نے 3 مارچ 1971ء کو ڈھاکہ میں ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ

www.downloadclassnotes.com

کر دیا۔قومی اسمبلی کے اجلاس کے التوا کے خلاف مشرقی پاکستان میں شدید غم و غصہ پیدا ہوا۔ان دونوں کے اختلافات ختم کرانے کے لیے کوششیں کامیاب نہ ہوئیں۔اسی دوران شیخ مجیب الرحمٰن نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے کا اعلان کر دیا اس سے مشرقی پاکستان کی مغربی پاکستان سے علیحدگی کی راہ ہموار ہوئی۔

11- علاقائی جماعتوں کی کامیابی Sucess Regional Parties

1970 کے انتخابات کے نتیجے میں کوئی بھی سیاسی پارٹی قومی سطح کی پارٹی بن کر نہ اُبھری۔مغربی پاکستان میں بھٹو کی پیپلز پارٹی اور مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ نے واضح اکثریت حاصل کی جبکہ کہ دیگر سیاسی جماعتوں نے مثلاً ولی خان کی نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت علماء اسلام (ہزاروی گروپ) نے صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں واضح کامیابی حاصل کی۔جب بھٹو اور شیخ مجیب الرحمٰن کے درمیان باہمی اختلافات کی وجہ سے شیخ مجیب الرحمٰن کو اقتدار حاصل نہ ہوا تو اُس نے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے علیحدہ کرنے کی سرگرم تحریک چلا دی جو آخرکار مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب بنی۔

12- فوجی کارروائی Military Action

مشرقی پاکستان کے حالات بدستور بگڑتے جا رہے تھے۔23 مارچ 1971 کو مجیب الرحمٰن نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔شرپسندوں نے سرکاری خزانے اور دوسری سرکاری املاک پر قبضہ کر لیا۔مکتی باہنی نے مغربی پاکستان کے باشندوں اور بہاریوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔مجیب الرحمٰن کے گھر پر بنگلا دیش کا جھنڈا لہرا دیا گیا۔ صدر یحییٰ خان کی مصالحتی کوششیں بالکل ناکام ہو گئیں۔اِن حالات کے پیش نظر مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی کا فیصلہ کیا گیا۔میجر جنرل یعقوب علی خاں نے مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی سے انکار دیا اور فوج سے استعفیٰ دے دیا۔ صدر نے جنرل ٹکا خان کو مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر کیا۔جنرل ٹکا خان نے شرپسندوں کے خلاف سخت فوجی کارروائی کی۔اس فوجی کارروائی کے نتیجے میں مشرقی پاکستان کے باشندوں میں مغربی پاکستان کے خلاف شدید نفرت اور ردِّعمل پیدا ہوا۔مرکزی حکومت کے عوامی حمایت سے مزید محروم ہونے سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی راہ ہموار ہوئی۔

13- گنگا طیارے کا اغوا Hijac king of Ganga Acroplane

30 جنوری 1971 کو اشرف اور ہاشم نامی دو کشمیری نوجوان انڈین ایئر لائن کا طیارہ جموں سے اغوا کر کے لاہور لے آئے۔طیارے کا اغوا ایک سازش تھی۔اشرف اور ہاشم بھارتی ایجنٹ تھے۔بھارتی طیارہ گنگا کے اغواء کی سازش کے نتیجے کے طور پر بھارت نے مغربی پاکستان کا مشرقی پاکستان سے فضائی رابطہ منقطع کر دیا تھا اور اس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں جاری فوجی کارروائی کو کامیاب کرنے کے لیے اسلحے کی سپلائی نہ ہو سکی اور اس طرح

www.downloadclassnotes.com

Indian's

بب بنی۔ بھارت نے علیحدگی پسند مکتی

اروں تخریب کار مشرقی پاکستان میں

ہونے کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں

ں فوجی کارروائی ناکام ہوئی اور مشرقی